نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

غلام احمد قادیانی

THE ALFAZL


Digitized by Khilafat Library Rabwah


QADIAN

# اخبار الفضل

ہفتہ میں دو بار

فی پرچہ ۱ر

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ... ششماہی ... سہ ماہی ...

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۷۱ | مورخہ ۸ مارچ سنہ ۱۹۲۷ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۳ رمضان سنہ ۱۳۴۵ھ | جلد ۱۴


## حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حرم سوم میں ولادت باسعادت

## مبارک صد مبارک

تمام جماعت احمدیہ میں یہ خبر نہایت مسرت اور شادمانی کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے تیسرے حرم میں ۵ مارچ سنہ ۱۹۲۷ء کی صبح کے سات بجے خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے پہلا فرزند ارجمند متولد ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؛

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی اولاد کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں۔ چونکہ خاندان نبوت میں پیدا ہونے والا ہر ایک مولود ان کی صداقت کا تازہ نشان ہوتا ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ اس مبارک تقریب پر جس قدر بھی خدا تعالیٰ کا شکر کرے۔ واجب ہے۔ ہم تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے اپنے آقا اور ہادی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا اور تمام خاندان نبوت کی خدمت اقدس میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ نیز مولانا مولوی عبد الماجد صاحب بھاگلپوری اور ان کے سارے خاندان کو بھی اس قابل فخر تقریب پر مبارکباد کہتے ہیں۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مولود مسعود کو لمبی عمر عطا کرے دین کا بہترین خادم بنائے۔ اور اشاعت اسلام کے متعلق اپنے مقدس باپ کے پاک ارادوں کو پورا کرنیوالا ہو۔ آمین

# حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی لاہور میں مصروفیت

**۲۸ فروری** :- پچھلے پہر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ لیجسلیٹو کونسل پنجاب کے اجلاس میں بطور وزیٹر شامل ہوئے۔

مغرب کے بعد ممبران انٹر کالجیئٹ ایسوسی ایشن کو ملاقات کا موقعہ بخشا۔ بعض طلباء نے بیان کیا۔ ہمارے لیکچر ایسے وقت شروع ہوتے ہیں جبکہ جمعہ کی نماز کا وقت ہوتا ہے۔ جمعہ پڑھیں۔ تو لیکچر جاتا ہے اور لیکچر سُنیں تو جمعہ کی نماز جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا۔ کوئی حرج نہیں۔ جمعہ کا وقت چونکہ اشراق کے بعد سے لیکر عصر تک ہوتا ہے اس لئے کالج کے لیکچر شروع ہونے سے پہلے پڑھ لیا کرو۔

پھر تبلیغ کے طریق بتائے۔ کہ یکدم کسی کو یہ سمجھانا شروع کر دینا۔ کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے۔ غلطی ہے۔ کیا پتہ وہ خدا کو ہی نعوذ باللہ اپنے نزدیک مار چکا ہو۔ اس لئے پہلے اس کے ساتھ دوستی پیدا کرنی چاہیئے۔ پھر اس بات کا مطالعہ کیا جائے کہ وہ کس طرز کا آدمی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس کے ذوق کے مطابق اسے سمجھانا شروع کیا جائے۔

**یکم مارچ** :- مولوی سید ممتاز علی صاحب منیجر اخبار تہذیب نسواں لاہور نے ملاقات کی۔ حضور کچھ عرصہ تک ان سے گفتگو فرماتے رہے۔ مولوی صاحب موصوف کی گفتگو کا زیادہ حصہ اسلامی پردہ کے متعلق تھا۔ جناب مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اپنے دو خواب بھی سنائے۔ مولوی صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد حضور نے نماز ظہر و عصر پڑھائی۔

نماز کے بعد ایک شخص مسٹر عبداللہ مکھن۔ کپور بلڈنگز۔ لاہور نے بیعت کی۔ حضور نے اس کا نام محمد عبداللہ رکھا۔ یہ صاحب پہلے مسلمان تھے۔ مگر بعض نا سمجھیوں کا شکار ہو کر عیسائی ہو گئے تھے۔ عیسائیوں کے مشہور مناظر پادری عبدالحق صاحب کے بھائی ہیں۔

بعد ازاں سرحد کے دوستوں کو حضور نے ملاقات کا موقعہ بخشا۔ پھر اسلامیہ کالج کے جلسہ تقسیم انعامات میں معہ جناب حافظ روشن علی صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب اور چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم اے تشریف لے گئے۔ اس جلسہ میں شمولیت کے لئے حضور کو مدعو کیا گیا تھا۔ گورنر صاحب پنجاب بھی اس جلسہ میں شامل تھے۔

مغرب کے بعد احمدیہ ہوسٹل میں تشریف لے گئے۔ جہاں حضور نے طالب علموں کی مجلس انصار اللہ پر تقریر فرمائی۔ اور طلباء کو سمجھایا۔ کہ اس میں شمولیت بڑی ضروری شے ہے۔ یہ تقریر انشاء اللہ شائع کی جائیگی۔

احمدیہ ہوسٹل سے حضور چودھری شہاب الدین صاحب کی کوٹھی پر تشریف لے گئے۔ کیونکہ چودھری صاحب موصوف نے آپ کو کھانے کی دعوت دی تھی۔ حضور کے ہمراہ مفتی محمد صادق صاحب۔ حافظ روشن علی صاحب۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور چودھری فتح محمد صاحب سیال تھے۔

**۲ مارچ** :- مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور صبح کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ملاقات کے لئے آئے۔ اور شردھانند جی کے قتل۔ ہندوؤں کی بیداری اور اغراض شدھی کے لئے فراہمی روپیہ کے لئے جدوجہد ملکانوں کے حالات۔ مسلمانوں کی رسوم ہندوانہ کی اثر پذیری اور عاقبت نااندیشی۔ اصول تجارت سے ناواقفی۔ چھوت چھات وغیرہ وغیرہ مختلف امور پر آدھ گھنٹہ کے قریب گفتگو ہوئی۔ حضرت صاحب نے میدان ارتداد ملکانہ کے قائم ہونے کے دنوں میں مسلمانوں کے اتحاد کا جو طریق پیش کیا تھا۔ وہ بیان فرمایا۔ پھر بتایا کہ مسلمانوں کی حالت سخت نازک ہو رہی ہے۔ ایک تو ان میں اسراف کی عادت ہے۔ دوسرے وہ تجارت سے ناواقف ہیں۔ تیسرے ان کی آمدنیاں محدود ہیں اس لئے ان کی بہتری اور بچاؤ کے لئے ضروری ہے کہ اس قسم کے بنک کھولے جائیں۔ جن میں سود کا شائبہ نہ ہو۔ اس کے لئے اس بنک کو بطور مثال پیش فرمایا۔ جو حضور نے قادیان کے طالب علموں کی مجلس انصار اللہ کے ممبروں میں جاری کیا ہوا ہے۔ اور جس کی غرض یہ ہے کہ طلباء میں ابھی سے روپیہ کے حصول۔ اس کے جمع کرنے اور اس کو خرچ میں لانے کا صحیح مذاق پیدا ہو۔ کیونکہ مسلمانوں کے لئے یہ بات موجب تباہی ہو رہی ہے کہ نہ تو وہ روپیہ کمانا جانتے ہیں۔ اور نہ ہی جمع کرنا اور خرچ کرنا۔ اگر کمانا جانتے ہیں تو جمع رکھنا نہیں جانتے۔ اگر جمع رکھنا جانتے ہیں۔ تو خرچ کرنا نہیں جانتے۔ پھر دوسری وجہ مسلمانوں کی کمزوری کی یہ بھی بیان فرمائی۔ کہ صرف پنجاب کے مسلمان ساڑھے بارہ کروڑ روپیہ سود کا دیتے ہیں۔ اور یہ ایسے اعداد ہیں۔ جو کیکپا دینے والے ہیں اور اگر اسی تناسب سے دوسرے صوبوں پر نگاہ ڈالی جائے۔ تو یہ بات اور بھی وضاحت سے نظر آ جائیگی۔ کہ مسلمان کتنی سو کروڑ صرف سود کے ذریعہ ہندوؤں کے گھر بالخصوص اور دیگر سود خوار اقوام کے گھر بالعموم ڈالتے ہیں۔

اسی قسم کی گفتگو کے سلسلے میں حضور نے فرمایا:۔ ایک اور طریق پر بھی مسلمان ہندوؤں کے گھر بھرتے ہیں۔ اور وہ طریق ہندوؤں سے خوردنی اشیاء خریدنا ہے۔ اس طرح مسلمان ۴۔۵ کروڑ روپیہ ہندوؤں کے گھر اس رنگ میں ڈالتے ہیں۔ جن کی واپسی کی کوئی امید اور کوئی ذریعہ نہیں۔ لیکن اگر مسلمان بھی ان اشیاء میں چھوت چھات شروع کر دیں۔ جن میں ہندو صاحبان مسلمانوں سے کرتے ہیں۔ تو یقیناً یہ چار پانچ کروڑ روپیہ مسلمانوں کا مسلمانوں کے گھر رہ سکتا ہے۔ باقی وہ چیزیں جن میں وہ ہم سے چھوت نہیں کرتے۔ ہم سے لیتے ہیں۔ ایسی چیزوں کا روپیہ تو پھر آتا رہتا ہے۔ البتہ ان چیزوں کا روپیہ مسلمانوں کے گھر واپس نہیں آتا۔ جن میں وہ چھوت کرتے ہیں۔ مثلاً مٹھائی وغیرہ۔ چنانچہ میں نے فتنہ ارتداد ملکانہ کے دنوں میں لاہور میں بھی اور باہر بھی اس کے متعلق لیکچر دلوائے۔ مگر یہ کام مشترکہ طور پر ہو سکتا ہے۔

یہ مکالمہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ شائع کیا جائیگا۔

قبل دوپہر قریباً ½ ۱۰ بجے سید عبدالقادر صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور۔ مسٹر عبدالغنی صاحب ایم اے بیرسٹر ایٹ لا لیبر ممبر پنجاب لیجسلیٹو کونسل لاہور اور چند اور صاحبان ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ بعد ازاں مولوی غلام محی الدین صاحب قصوری وکیل بھی تشریف لائے۔ مسٹر عبدالغنی صاحب نے ایک سوال کیا۔ جس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ اگر غربت کا سوال نہ ہوتا۔ اور دنیا میں اختلافات نہ ہوتے۔ یعنی کوئی امیر نہ ہوتا اور کوئی غریب نہ ہوتا بلکہ سب یکساں حیثیت کے ہوتے تو وہ فساد جو مذہبوں کے مذہبوں کے ساتھ اور قوموں کے قوموں کے ساتھ ہوتے ہیں نہ ہوتے۔ اسلام نے بحیثیت مذہب اس کے متعلق کیا کیا ہے۔ اس سوال کے متعلق دیر تک گفتگو ہوتی رہی جس میں مختلف امور زیر گفتگو آئے۔ سید عبدالقادر صاحب پروفیسر اور مسٹر عبدالغنی صاحب ایم اے بیرسٹر کے تشریف لیجانے کے بعد مولوی غلام محی الدین صاحب وکیل قصوری نے چند منٹ تک پردہ کے متعلق گفتگو کی۔ اور پھر تشریف لے گئے۔

ایک انشورنس کمپنی کے دو نمائندے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ وہ کمپنی کے جائز یا ناجائز ہونے کے متعلق حضور سے فتویٰ لیں۔ حضور نے فرمایا۔ میں نے تو سوچا ہوا ہے کہ آپ کو قادیان بلاؤں۔ اور آپکی موجودگی میں اپنے علماء کے سامنے یہ معاملہ پیش کروں۔ انشورنس خود کوئی اسلامی اصطلاح نہیں ہے اس میں اپنے علماء سے مشورہ کرونگا۔ آپ کے سامنے غور کیا جائیگا۔ قواعد دیکھے جائینگے کہ ان میں تو کوئی ایسی بات نہیں جو اسلام کے کسی اصول کے برخلاف ہو۔

## حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تشریف آوری

۵ مارچ ۱۹۲۷ء کی رات کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بذریعہ موٹر لاہور سے دارالامان تشریف لائے۔ راستہ میں حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا کی آنکھ پر موٹر میں بیٹھے ہوئے درخت کی ٹہنی سے خراش آ گئی۔ جس سے بہت تکلیف رہی۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ آنکھ کو نقصان نہیں پہنچا۔ احباب حضرت ام المومنین کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے قافلہ کے دیگر سب اصحاب بھی لاہور سے موٹر لاریوں پر قادیان پہنچے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
# الفضل
یوم سہ شنبہ - قادیان دارالامان - ۸ مارچ سنہ ۱۹۲۷ء



# ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کی خدمت میں
## جماعت احمدیہ کا ایڈریس

جماعت احمدیہ کا وفد حضور وائسرائے ہند کی خدمت میں

۲۵ر فروری کو وائسرائے بہادر کے ریڈنگ روم میں وفد پیش ہوا۔ ممبران وفد کو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے اس ترتیب سے جو فہرست میں تھی، کمرہ میں بٹھایا۔ اور ۱۲ بجکر ۵ منٹ پر حضور وائسرائے بہادر کمرہ میں داخل ہوئے۔ جن کا ممبران وفد نے کھڑے ہو کر استقبال کیا۔ وائسرائے بہادر کے بیٹھنے پر ممبران بھی بیٹھ گئے۔ اور پھر جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے ایڈریس پڑھا جس کا جواب وائسرائے بہادر نے دیا۔ اور پھر جناب چوہدری صاحب نے ممبران وفد کا تعارف کرایا۔ فوجی اصحاب سے حضور وائسرائے نے باتیں کیں اور ان کے نشانات بہادری ملاحظہ فرمائے۔

### ممبران وفد

حسب ذیل اصحاب وفد میں شریک تھے:-

(۱) لفٹیننٹ مرزا شریف احمد صاحب ابن حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ
(۲) سردار امیر محمد خان صاحب قائمقام تمندار کوٹ قیصرانی۔ ڈیرہ غازیخان
(۳) جنرل اوصاف علی خان صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس مالیر کوٹلہ
(۴) سردار بہادر کپتان غلام محمد خان صاحب۔ دولتیال ضلع جہلم
(۵) کپتان عبدالکریم خان صاحب رنگا پور۔ سندھ
(۶) لفٹیننٹ سردار محمد ایوب خان صاحب۔ مراد آباد
(۷) لفٹیننٹ تاج محمد خان صاحب۔ پشاور
(۸) صوبیدار فتح محمد خان صاحب۔ دولتیال ضلع جہلم
(۹) صوبیدار میجر خدا بخش صاحب " "
(۱۰) صوبیدار غلام حسین خان صاحب۔ بھوئیں کھاں ضلع جہلم
(۱۱) صوبیدار خوشحال خان صاحب۔ پشاور
(۱۲) چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بی اے۔ ایل ایل۔ بی۔ بیرسٹر ایٹ لا ممبر لیجسلیٹو کونسل پنجاب لاہور۔
(۱۳) پیر اکبر علی صاحب ایڈوکیٹ و ممبر لیجسلیٹو کونسل پنجاب لاہور
(۱۴) خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب ریٹائرڈ سب جج۔ علیگڑھ
(۱۵) خان عبدالغفار خان صاحب۔ آنریری اسسٹنٹ کلکٹر فرخ آباد
(۱۶) سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سوداگر۔ سکندر آباد دکن
(۱۷) سید بشارت احمد صاحب منصبدار و وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن
(۱۸) حکیم ابو طاہر محمود احمد صاحب رئیس کلکتہ
(۱۹) مرزا ناصر علی صاحب ایڈوکیٹ لاہور ہائی کورٹ فیروزپور
(۲۰) قاضی محمد شفیق صاحب ایم اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل پشاور
(۲۱) مولوی عبدالماجد صاحب پروفیسر جوبلی کالج بھاگلپور
(۲۲) شیخ محمد صدیق صاحب کمشن ایجنٹ۔ اوکاڑا۔
(۲۳) محمد ابراہیم صاحب سوداگر چرم۔ لاہور
(۲۴) مولوی ذوالفقار علی خان صاحب ناظر اعلیٰ سلسلہ احمدیہ قادیان
(۲۵) ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب ناظر امور خارجہ سلسلہ احمدیہ قادیان
(۲۶) صاحبزادہ عبداللطیف صاحب۔ ٹوپی تحصیل صوابی۔

## جماعت احمدیہ کا ایڈریس

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالناصر

جناب عالی! ہم قائم مقامان جماعت احمدیہ اپنے امام اور تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے جناب کی خدمت میں ہندوستان کے گورنر جنرل کے عہدہ جلیلہ پر قائم ہونے پر مبارکباد کہتے ہیں اور جناب کو اور لیڈی ارون کو ہندوستان میں بادشاہ معظم کا قائم مقام بنکر آنے کی تقریب پر خوش آمدید کہتے ہیں ؛

### جماعت احمدیہ کی ابتدا

جناب عالی! جماعت احمدیہ ملک کی صحیح آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک نہایت ہی قلیل جماعت ہے۔ لیکن وہ اپنے اندر نمو کی حیرت انگیز قابلیتیں رکھتی ہے۔ اور کوئی دن ایسا نہیں گذرتا۔ کہ دنیا کے ہر حصہ میں ترقی نہیں کر رہی ہوتی۔ اس کی عمر صرف چھتیس سال ہے۔ جو ایک قوم کو مدنظر رکھتے ہوئے طفولیت کا زمانہ کہلا سکتی ہے۔ آج سے چھتیس سال پہلے جب اس سلسلہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خاص حکم پا کر رکھی ہے۔ اس وقت صرف چالیس آدمی اس جماعت میں شامل تھے۔ اور ان کی مثال بحر اسی کے اس تختہ کی طرح تھی جو ایک وسیع سمندر میں اس وقت پڑا ہوا ہو۔ جبکہ طوفان آ رہا ہو۔ اور سمندر کا پانی جوش میں ہو۔

### جماعت احمدیہ کے متعلق گورنمنٹ کی روش

ہر طرف سے مخالفت کا جوش تھا۔ اور ہر مذہب کے لوگ اس کو تباہ کرنے پر آمادہ تھے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ بانی سلسلہ کا دعویٰ مہدی معہود ہونے کا بھی تھا۔ گورنمنٹ بھی شک کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ اور بڑی ہوشیاری سے انکی ترقی کا مشاہدہ کر رہی تھی۔ اور حکام اس شک کا اظہار اپنی گفتگوؤں میں کرنے سے بھی نہیں ہچکچاتے تھے۔ جس سے کمزور طبائع اس سلسلہ میں داخل ہونے سے خائف تھیں ؛

### جماعت احمدیہ کی ترقی

مگر باوجود اس مخالفت کے خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کے مطابق جو بیان کر دیا گیا اول سب دنیا کو مقدس بانی سلسلہ نے سنا دیا تھا۔ کہ خدا کہتا ہے کہ تیرا نام دنیا کے چاروں کونوں تک پہنچا دیا جائیگا۔ اور ہر ملک و قوم میں سے سعید روحوں کو لا کر تیرے جھنڈے کے نیچے جمع کر دیا جائے گا۔ جماعت احمدیہ تمام مخالفتوں کے باوجود تلواروں کے سایہ کے نیچے بڑھنی شروع ہوئی۔ پہلے دس سال اس کی ترقی بظاہر سست تھی۔ مگر سنہ ۱۹۰۱ء سے اس کی ترقی کی رفتار میں یکدم سرعت پیدا ہو گئی۔ اور سنہ ۱۹۰۸ء میں جبکہ مقدس بانی سلسلہ فوت ہوئے۔ اس جماعت کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی تھی۔ اور اس کے بعد بھی برابر یہ جماعت ہندوستان میں بھی اور اس کے باہر بھی بسرعت بڑھ رہی ہے۔ اور اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان کے علاوہ افغانستان ایران۔ بخارا۔ عراق۔ شام۔ حجاز۔ عدن۔ زنجبار۔ مصر۔ الجیریا۔ سوڈان۔ یوگنڈا۔ کینیا۔ ٹانگانیکا۔ نٹال۔ گولڈ کوسٹ۔ سیرالیون۔ نائجیریا۔ فرانس۔ ہالینڈ۔ آسٹریا۔ برطانیہ۔ یونائیٹڈ سٹیٹس۔ کوسٹاریکا۔ ٹرینیڈاڈ۔ نیو گنی۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ ماریشس۔ چین۔ سٹریٹس سٹلمنٹ اور جاپان میں احمدیہ جماعتیں قائم ہیں۔ اور نئے ملکوں میں قائم ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

### گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ

ہم اس موقع پر گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس نے ہر حالت میں ہماری حفاظت کی ہے۔ اور پچھلے دنوں میں ہی جناب کے زمانہ وائسرائلٹی میں ہمارے ایک مبلغ مولوی ظہور حسین صاحب کو

جنھیں دیسی گورنمنٹ نے قید کر لیا ہوا تھا۔ جناب کی گورنمنٹ نے نہایت سخت قید سے جس کا گہرا اثر ان کی صحت پر پڑا ہے۔ نکالکر بحفاظت تمام مرکز سلسلہ میں پہنچایا ہے۔ جس کا ہم ایک دفعہ پھر اس موقعہ پر بھی شکریہ ادا کرتے ہیں ؛

## گورنمنٹ کی وفاداری

گورنمنٹ برطانیہ کے اس منصفانہ سلوک کو گو وہ ہماری جماعت سے خاص نہیں ہے بلکہ اس سے اس گورنمنٹ کی تمام رعایا خواہ وفادار ہو یا شورش پسند۔ یکساں فائدہ اُٹھا رہی ہے۔ ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اور ہم اسے علی الاعلان ہر ایک موقع پر بیان کرتے رہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ لوگ اپنی نادانی کی وجہ سے ہمیں گورنمنٹ کا خوشامدی کہتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کا ایجنٹ قرار دیتے ہیں حالانکہ حق یہ ہے۔ کہ ہم اُصولاً اور مذہباً صرف گورنمنٹ برطانیہ کے ہی وفادار نہیں ہیں۔ بلکہ ہم ہر اس گورنمنٹ کے وفادار ہیں۔ جس کے زیر سایہ ہم رہیں۔ ہمیں بانی سلسلہ نے یہ تعلیم دی ہے کہ ملک کے امن کے قیام کے لئے ضروری ہے۔ کہ جو شخص جس ملک میں رہے اس گورنمنٹ کا وفادار رہے۔ اور اگر وہ اس کے انتظام کو ایسا ناپسند کرتا ہو۔ کہ اس گورنمنٹ کا بقا دُنیا کے لئے تباہی کا موجب سمجھتا ہو۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ وہ اس ملک کو چھوڑ کر چلا جائے کیونکہ جو شخص جس ملک میں رہتا ہے۔ وہ عملاً اس گورنمنٹ سے تعاون اور وفاداری کا معاہدہ کرتا ہے۔ اور جب تک وہ علی الاعلان یہ بات شائع نہ کرے۔ کہ اب وہ اس گورنمنٹ سے علیحدہ ہو کر اس کے ملک کو چھوڑتا ہے۔ یہ غداری اور بغاوت ہے۔ کہ وہ اس ملک میں فساد پیدا کر کے ملک کی حالت کو خراب کرے۔ ہم اس تعلیم پر نہ صرف حکومت برطانیہ میں بلکہ دنیا کی ہر حکومت کے ماتحت عامل ہیں۔ اور ہمارے نزدیک ہر اک شخص جو عقل سے کام لیتا ہے۔ اور خود غرضی سے الگ ہوتا ہے۔ اس اصل کی خوبی کو تسلیم کریگا ؛

## ہم خوشامدی نہیں

پس یہ خیال کرنا کہ چونکہ مرکز سلسلہ گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ ہے اور اپنے مذہبی اُصول کے ماتحت اس سے تعاون کرتا اور اسکی خوبیوں کے اظہار سے کسی ذاتی مصلحت کی وجہ سے باز نہیں رہتا اس لئے سلسلہ احمدیہ گورنمنٹ برطانیہ سے کوئی خفیہ ساز باز رکھتا ہے۔ حقیقت سے بالکل دُور ہے۔ اور گورنمنٹ سب سے زیادہ اس امر سے واقف ہے۔ کہ ہم لوگ ہرگز خوشامدانہ طور پر گورنمنٹ سے معاملہ نہیں کرتے۔ بلکہ ہر ایسے موقع پر جبکہ ہمارے نزدیک گورنمنٹ غلطی پر ہو۔ گورنمنٹ کو اس کی غلطی سے آگاہ کر دیا کرتے ہیں۔ خواہ گورنمنٹ ہمارے مشورہ کو قبول کرے یا نہ کرے۔ ہاں ہم یہ درست نہیں سمجھتے۔ کہ اگر گورنمنٹ ہم سے اختلاف رائے رکھے۔ تو ہم خواہ مخواہ اس کے اختلاف کو بدنیتی پر محمول کریں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک جس طرح افراد کے متعلق کسی کا حق نہیں ہے کہ وہ بلا کافی اور واضح ثبوت کے اختلاف رائے کی بناء پر انہیں بددیانت کہے۔ اسی طرح کسی کا حق نہیں ہے کہ گورنمنٹ کو اس وجہ سے کہ طریق حکومت کے متعلق اُسے اس سے اختلاف ہے وہ بددیانت قرار دے۔ ہمارے نزدیک جس طرح افراد کی عزتوں کی حرمت ہے۔ اسی طرح گورنمنٹوں کی عزتیں بھی حرمت رکھتی ہیں بلکہ افراد سے بھی بڑھکر۔ کیونکہ افراد کو ضعف پہنچانے کا اثر بہت محدود ہوتا ہے۔ لیکن گورنمنٹوں کے رُعب کو صدمہ پہنچانے سے ملک کا امن برباد ہو جاتا ہے۔ مگر بہر حال خواہ ہمارے اصول کچھ ہی ہوں۔ ہماری نسبت یہ شک کیا جاتا ہے کہ ہم گورنمنٹ سے ساز باز رکھتے ہیں۔ اور اس کا بد نتیجہ ہمیں ہندوستان میں بھی اور ہندوستان سے باہر بھی پہنچ رہا ہے۔ اور ہمارے آدمی نہ صرف ہندوستان میں بلکہ بعض دوسری گورنمنٹوں کے ماتحت بھی اس شبہ کی وجہ سے سخت اذیتیں پا رہے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ اصول کا سوال ہے ہم ان اذیتوں کو بہادری سے برداشت کرتے ہیں۔ اور اس دن کے منتظر ہیں۔ جبکہ دنیا اس مقام پر پہنچ جائے۔ جب وہ سمجھ سکے کہ انسانی ترقی کا ایک مقام ایسا بھی ہے۔ کہ اس پر پہنچ کر انسان اصول کو وقتی مفاد پر مقدم کرنے لگتا ہے ؛

## ہماری جماعت کے حقوق محفوظ نہیں

ہم ضمناً اس جگہ یہ بات کہنے سے بھی نہیں رُک سکتے کہ گو گورنمنٹ کی دیرینہ بدظنی جو اسے ہمارے سلسلہ کے متعلق تھی۔ وہ تو ایک حد تک دُور ہو چکی ہے۔ اور سلسلہ احمدیہ کی غیر متزلزل وفاداری کے غیر معمولی کارناموں نے حکام حکومت برطانیہ کو اس امر کے تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا ہے کہ یہ سلسلہ سچی وفاداری کا ایک بے نظیر نمونہ ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری جماعت کے حقوق پوری طرح محفوظ نہیں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو مشکلات ہمیں پہلے تھیں۔ اب وہ دُور ہو گئی ہیں۔ لیکن اب نئے سوال پیدا ہو گئے ہیں۔ اب ہماری جماعت تمام صوبہ جات ہند میں پھیل گئی ہے۔ ہر طبقہ اور پیشہ کے لوگ اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ علم کی ترقی ہماری جماعت میں دوسری مسلمان جماعتوں سے دگنی سے بھی زیادہ ہے۔ اور قدرتاً ملک کی حکومت میں اپنا جائز حصہ لینے کے وہ بھی مشتاق ہیں۔ لیکن ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ بعض صیغوں میں ان کے حقوق صرف اس لئے نظر انداز کر دیے جاتے ہیں۔ کہ وہ احمدی ہیں۔ اور احمدیوں کے کارکن مقرر کرنے پر دوسرے لوگوں میں شورش پھیلتی ہے۔ بے شک یہ وجوہ مخفی رکھی جاتی ہیں لیکن کوئی چیز پوری طرح مخفی نہیں رکھی جا سکتی۔ آخر بات پھیلتی ہے اور خواہ مخواہ بے چینی کا موجب ہو جاتی ہے۔ پچھلے ہی دنوں ایک صوبہ کے ایک بڑے عہدہ کے متعلق ایک احمدی کی سفارش پر صوبہ کے مرکزی دفتر سے یہ نوٹ لکھا گیا۔ کہ یہ شخص اور تو ہر طرح لائق ہے۔ لیکن یہ احمدی ہے۔ ممکن ہے کہ گورنر نے اس شخص کا تقرر کسی اور سبب سے نہ کیا ہو۔ لیکن یہ قدرتی بات ہے۔ کہ اس نوٹ کے مضمون کے نکل جانے کی وجہ سے اس شخص اور دوسرے لوگوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ احمدیت گویا گورنمنٹ کے نزدیک اب تک بھی جائز حقوق کے حصول میں ایک روک ہے۔ اسی طرح ایک ضلع کے افسر نے ایک احمدی امیدوار آنریری مجسٹریٹی کو کہا۔ کہ چونکہ وہ احمدی ہے۔ اور احمدیوں کی لوگوں میں سخت مخالفت ہے۔ اس لئے وہ باوجود اسے سب اُمیدواروں سے زیادہ حقدار سمجھنے کے اس کی سفارش نہیں کر سکتا۔ خصوصاً جبکہ افسر کے بیان کے مطابق گورنمنٹ کا بھی یہی منشا رہے ؛

اسی قسم کے واقعات کئی جگہ پر ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور طبعاً لوگوں کے لئے تشویش کا موجب ہوتے ہیں۔

## ہم کوئی خاص رعایت نہیں چاہتے۔

ہم ہرگز یہ نہیں چاہتے۔ کہ احمدیوں کی ان کی وفاداری کی وجہ سے کوئی خاص رعایت کی جائے۔ کیونکہ ہماری وفاداری مذہبی فرائض کی وجہ سے ہے۔ نہ کہ گورنمنٹ سے کچھ حاصل کرنے کے لئے۔ لیکن ہم یہ ضرور چاہتے ہیں کہ مختلف صوبہ جات کی گورنمنٹوں کو ہدایت کی جائے کہ احمدیت کسی پبلک عہدہ یا آنریری کام کے حصول کے لئے روک نہیں ہونی چاہیئے۔ اور نہ یہ روک ہے۔ چنانچہ اسی وفد کے ممبران کے پاس اس امر کی کافی شہادتیں ہیں کہ بعض جگہ احمدیوں کو خاص خدمات پر مقرر کیا گیا ہے۔ اور اس کا کوئی بد نتیجہ نہیں نکلا ؛

## ہندوستان کی عام حالت

اس قومی ضرورت کی طرف جناب کی توجہ دلانے کے بعد ہم آپ سے یہ اجازت چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان کی عام حالت کے متعلق بھی کچھ عرض کریں۔ جناب کو یاد ہو گا۔ کہ ۵ ستمبر گذشتہ کو جناب کی خدمت میں ہماری جماعت کے امام نے ایک مفصل چٹھی قومی مناقشات کے متعلق لکھی تھی۔ گو جناب کی طرف سے اس چٹھی کے جواب میں لکھا گیا تھا کہ جناب اس کی طرف مناسب توجہ کرینگے۔ لیکن ہم اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر پھر آپ کو اس کے مضمون کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ ہمارے نزدیک آپ کے زمانہ حکومت کی اس سے بہتر یادگار کوئی نہیں ہو سکتی۔ کہ آپ کی سعی اور کوشش سے ہندوستان کی مختلف اقوام میں ایک دائمی صلح ہو جائے اور جہاں تک ہم سمجھتے ہیں۔ اور جیسا کہ ہمارے امام کے خط میں ہے۔ یہ صلح کبھی نہیں ہو سکتی جب تک کہ آہستہ آہستہ ملک کے عام افراد کی ذہنی تربیت نہ ہو۔ قوموں کے درمیان صلح یا جنگ گورنمنٹ کے اختیار میں ہے۔ نہ پبلک کے لیڈروں کے اختیار میں۔ یہ ملک کی ذہنیت سے تعلق رکھنے والا معاملہ ہے اور اس ذہنیت کی صحیح تربیت سے ہی اس خطرناک مصیبت کا جو ہمارے ملک کے لئے کلنک کا ٹیکہ ہے ازالہ ہو سکتا ہے۔

## اہل ہند کی باہمی حقیقی صلح کیونکر ہو سکتی ہے

ملکی فسادات کے اصل موجب نہ ہندو ہیں نہ مسلمان۔ بلکہ وہ ذہنیت ہے۔ جو دونوں میں مشترک ہے۔ اگر ہندوؤں پر مسلمان کوئی اعتراض کر سکتے ہیں۔ تو صرف اس وجہ سے کہ ملک کی آبادی کا اکثر حصہ ہندو ہے۔ اور وہ حکومت میں تعلیم کی زیادتی کی وجہ سے۔ دیہاں سے اور زیادہ حصہ رکھتے ہیں۔ اگر یہی حالات مسلمانوں کو میسر آ سکتے۔ تو ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ مسلمان ہندوؤں کو ویسی ہی شکایات کا موقع نہ دیتے پس اس ذہنیت کا بدلنا اصل میں ضروری ہے۔ اور وہ یکدم بدل نہیں سکتی۔ بلکہ اس کے لئے ایک لمبے عرصہ کی تربیت کی ضرورت ہے۔ اور تمام جماعتوں کے لیڈروں کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی قوموں کے درمیان سے خود غرضی اور تنگدلی کے خیالات دُور کریں۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے ایک ایسی فضاء کی ضرورت ہے جس میں بے نفسی۔ اعتبار اور قومیت کے خیالات نشو و نما پا سکیں اور جہاں تک ہو سکے۔ فسادات کو روکا جا سکے۔ اور اس فضاء کے پیدا کرنے میں جس طرح مختلف قوموں کے لیڈروں کی طرف سے بہت کچھ مدد مل سکتی ہے۔ گورنمنٹ بھی اس کے پیدا کرنے کے لئے بہت کچھ کر سکتی ہے۔ بلکہ جیسا کہ اس خط میں ثابت کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ کی مخلصانہ کوششوں کے بغیر وہ فضاء پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ پس ہم جناب کی توجہ پھر ایک دفعہ اس اہم مسئلہ کی طرف پھیرتے ہیں۔ کہ قانون مطابع اور آزادی تقریر کی مناسب اصلاح کر کے جو ہمارے نزدیک۔ انہی طریقوں پر ہونی چاہیئے۔ جو ہماری جماعت کے امام کے خط میں بیان کئے گئے ہیں۔ اور قلیل التعداد جماعتوں کے دل سے ان شکوک کو دور کر کے جو وہ اپنی آئندہ زندگی کے قیام کے متعلق رکھتی ہیں۔ اس فضاء کو پیدا کیا جائے۔ اس کے بعد ہمارے نزدیک گورنمنٹ اور پبلک لیڈروں کے تعاون سے افراد کی تربیت ایسے طریق پر کی جا سکتی ہے۔ کہ آئندہ ملک کی ذہنیت ہی بدل جائے۔ اور قبائلی روح کی بجائے حقیقی حب الوطنی لے لے ٭

## سوامی شردہانند کا قتل

موجودہ اختلافات کے نتیجہ کو جناب اس واقعہ کی وساطت سے خوب اچھی طرح دیکھ چکے ہیں۔ جو خود پایۂ تخت ہندوستان یعنی نئی دہلی میں دسمبر کے آخری ایام میں واقع ہوا ہے۔ ہماری مراد اس سے سوامی شردہانند کا قتل ہے۔ سارے ہندوستان میں مذہبی نقطۂ نگہ سے اگر کوئی جماعت سوامی شردہانند اور ان کے ہم خیالوں کی مخالف ہو سکتی تھی تو وہ ہماری جماعت تھی۔ کیونکہ ان کی تبلیغی کوششوں کا مقابلہ جیسا کہ سب ہندوستان جانتا ہے۔ ہمیں ہی کرنا پڑتا تھا۔ لیکن باوجود اس کے سب سے زیادہ ہم ان کے قتل کے فعل کو حقارت اور نفرت کی نگہ سے دیکھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک ایسا ظالمانہ فعل نہ صرف انسان کو ایک اچھے شہری کی حیثیت سے محروم کر دیتا ہے۔ بلکہ اسے انسانیت کے دائرہ سے بھی خارج کر دیتا ہے۔ ہم ایک منٹ کے لئے بھی نہیں سمجھ سکتے۔ کہ ایک شخص اپنے ہوش و حواس میں کس طرح خیال کر سکتا ہے۔ کہ ایک شخص کے مارنے سے وہ اپنے مذہب کو طاقت دے سکتا ہے۔ وہ اپنے مذہب کو طاقت نہیں دیتا بلکہ کمزور کرتا ہے۔ مگر باوجود اس ظاہری بات کے اس قسم کے فعل کا ارتکاب بتاتا ہے۔ کہ طبائع پر تنگ خیالات کا ایسا پردہ ڈالا گیا ہے۔ کہ وہ حقیقی نفع اور نقصان میں امتیاز نہیں کر سکتیں۔ درحقیقت اس قسم کے فعل اس ذہنیت کا نتیجہ ہیں جو اس وقت ہمارے ملک میں مذہبی اور سیاسی میدانوں میں کام کر رہی ہے۔ بجائے اس کے کہ خود زندہ رہو اور دوسروں کو زندہ رہنے دو کے اصل پر عمل کیا جائے۔ اپنے زندہ رہنے کی ایک ہی صورت فرض کر لی گئی ہے۔ کہ دوسروں کو مار دو ٭

## احمدیوں کی کابل میں سنگساری

جب ہمارے آدمی کابل میں صرف مذہبی اختلاف کی وجہ سے مارے گئے۔ تو ہمارے امام نے اسی بناء پر ہندوستان کے ہندو مسلمان لیڈروں کو توجہ دلائی تھی۔ کہ یہ ہمارے آدمیوں کے مارے جانے کا سوال نہیں۔ بلکہ انسانی جان کی عزت اور ضمیر کی آزادی کا سوال ہے۔ اگر اس قسم کے فعل کو جائز رکھا گیا۔ تو کل کو ہر ایک انسان کی جان محض اس وجہ سے خطرہ میں ہو گی۔ کہ وہ دوسروں سے دیانتدارانہ طور پر اپنے خیالات میں اختلاف رکھتا ہے افسوس کہ اس وقت ہندوستان کے اکثر پبلک لیڈروں نے اس احتجاج کو ایک خود غرضانہ احتجاج خیال کیا۔ اور مسلمان علماء نے تو امیر کو مبارک کے تار بھیجے کہ تم نے احمدیوں کو مار کر ایک بہت اچھا کام کیا ہے۔ اور اکثر ہندو لیڈروں نے اس فعل پر بیباک اظہار نفرت کو ہندوستان کی سیاسی تحریکوں کے مفاد کے خلاف سمجھا۔ لیکن آج واقعات ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ اس موقع کی خاموشی یا ظالمانہ واقعات پر اظہار خوشی اس واقعہ کا اصل باعث ہیں۔ جب تک ایسے غلط عقائد کو یا ایسی غلط پالیسی کو ترک نہیں کیا جائیگا۔ کبھی ملک کی ذہنیت نہیں بدلے گی ٭

## مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کی ضرورت

ہم اس موقعہ پر جناب کی توجہ اس طرف پھیرے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ گو ملک کی عام ترقی کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ایک وقت اس کی نمائندگی عام انتخاب پر ہو۔ اور اس کے عہدے صرف لیاقت کی بناء پر دیئے جائیں۔ لیکن موجودہ ذہنیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ضروری ہے۔ کہ مسلمان جو اس وقت اپنے جائز حقوق کے حصول میں بہت ہی پیچھے ہیں۔ ان کا خاص خیال رکھا جائے۔ ہم گورنمنٹ کے شکر گذار ہیں۔ کہ وہ خاص طور پر اس امر کا خیال رکھ رہی ہے کہ مسلمان اپنی کمزوری کی وجہ سے اپنے جائز حقوق سے محروم نہ رہ جائیں۔ اور اس تربیت سے محروم نہ رہ جائیں۔ جس کے بغیر ملک کا بوجھ اٹھانے کے وہ قابل نہیں ہو سکتے۔ لیکن پھر بھی ابھی اس امر کی طرف اور زیادہ ضرورت ہے۔ ملک کا امن اسی صورت میں قائم رکھا جا سکتا ہے۔ جب کہ سب اقوام جو اس میں بستی ہیں۔ اس کا بوجھ اٹھانے کے قابل ہوں۔ اور یہ قابلیت تجربہ سے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ پس ہم امید کرتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کی یہ نیک اور مفید کوششیں بدستور جاری رہیں گی۔ یہاں تک کہ گری ہوئی اقوام اپنے پاؤں پر کھڑی ہو کر عام مقابلہ میں کامیاب ہو سکیں ٭

## جداگانہ نمائندگی

اسی طرح ہمارے نزدیک اس مذہبی کشمکش کو مدنظر رکھتے ہوئے جو ہندوستان میں جاری ہے یہ ضروری ہے۔ کہ جب تک قلیل التعداد جماعتیں خود اپنے اس حق کو نہ چھوڑیں انتخاب کونسلہا علیحدہ نیابت اور جداگانہ منتخب کنندگان کے طریق پر جاری رہے۔ کیونکہ اگر اس طریق کو کسی وقت بھی قلیل التعداد جماعتوں کی مرضی کے بغیر بدلا گیا یا ان کے دلوں میں یہ شبہ بھی رہا کہ یہ طریق بغیر ان کی مرضی کے بدلا جائیگا تو ملک کا امن بالکل برباد ہو جائے گا ٭

ہم جناب کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ آپ ملک کی عام آبادی کی بہبودی کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ اور ان کے حالات کو خاص طور پر معلوم کر کے ان کی ترقی کی صورت کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے نزدیک ہندوستان کو فائدہ پہنچانے کا یہ بہترین طریق ہے۔ کیونکہ ہمارے ملک کے تنزل کا بڑا باعث ہی یہ ہے۔ کہ عوام الناس کی حالت بہت گری ہوئی ہے۔ اور وہ ملک کا بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں ہیں۔ نہ اقتصادی طور پر اور نہ ذہنی طور پر پس ان کی اقتصادی حالتوں کو درست کرنا اور ذہنی قابلیتوں کو نشو و نما دینا ملک کی ترقی کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ان کوششوں کو کامیاب کرے۔ اور اس بارے میں دو باتوں کی طرف آپ کی توجہ کو خاص طور پر پھیرنا چاہتے ہیں ٭

## زمیندار طبقہ کی تعلیم

ایک تو یہ کہ زمیندار طبقہ تعلیم کی طرف بہت بعد میں متوجہ ہوا ہے اور اب اس میں تعلیم کا احساس پیدا ہو رہا ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ان کے لئے تعلیم کے حصول میں بہت سی دقتیں ہیں۔ اور وہ جماعتیں جو تعلیم کی طرف پہلے متوجہ تھیں۔ ان کے آگے بڑھنے سے مانع ہیں۔ اور کالجوں کے داخلہ میں ان کے راستہ میں بہت سی

روکیں ہیں۔ جن کا دُور کیا جانا ضروری ہے۔ ہم ان روکوں کو اس مختصر ایڈریس میں۔ کرنہیں کر سکتے۔ لیکن جناب ادنیٰ توجہ سے اس حقیقت کو معلوم کر سکتے ہیں۔

## زمیندار طبقہ کی فوجی خدمات

دوسری بات جس کی طرف ہم آپ کو توجہ دلانی چاہتے ہیں یہ ہے کہ زمیندار طبقہ اس وقت تک برطانوی فوجوں کے لئے سپاہی مہیا کرتا رہا ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے۔ کہ کنگز کمشن کے کھلنے پر ان خاندانوں کا خیال نہیں رکھا گیا۔ جنہوں نے پشتوں سے گورنمنٹ اور ملک کی خدمت اس صیغہ میں کی ہے۔ اور اکثر طالب علم جو ملٹری کالجوں میں لئے جاتے ہیں۔ دوسری اقوام سے ہیں۔ اور ایسے خاندانوں سے ہیں جو پہلے فوجی کاموں سے دلچسپی ہی نہ لیتے تھے۔ ہمارے نزدیک یہ نقص نہ صرف زمیندار آبادی کے لئے دل شکنی کا موجب ہے۔ بلکہ کچھ دنوں کے بعد فوج کے اندر بے چینی پیدا کرنے کا بھی موجب ہوگا۔ اور گو ہم فوجی معاملات کے متعلق تفصیلی رائے زنی کا حق نہ رکھتے ہوں لیکن ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ شاید یہ تبدیلی فوجی نظام کی بہتری کا بھی موجب نہ ہو۔ زمیندار، اور خصوصاً پنجاب کے زمیندار غریب ہیں۔ ہم ان کی پچھلی فوجی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ضروری ہے کہ ان کی سابقہ خدمات کے مطابق ان کو اس موقع سے فائدہ اٹھانے دیا جائے۔ اور خاص نظام سے گورنمنٹ ان خاندانوں کے لڑکوں کو فوجی سکولوں میں تعلیم دلائے۔ جو مدتوں سے فوجی خدمت کرتے چلے آتے ہیں۔

## شکریہ اور دعا

اب ہم جناب کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتے اور ایک دفعہ پھر جناب کو اور لیڈی ارون کو اس ملک میں ورود پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور اللہ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ آپ کو اس عہدہ جلیلہ کے فرائض کی ادائیگی میں بہتر طرح مدد دے۔ اور وہ طریق الہام کرے جن پر چلکر آپ اس ملک کو شاہراہ ترقی پر چلا سکیں گے جو کامیاب ہوں۔ اللّٰھم آمین۔ اور آپ کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ مقدس بانی سلسلہ کی تعلیم اور موجودہ امام کی ہدایات کے ماتحت ہم لوگ اور ہماری تمام جماعت ملک معظم کا نائب ہونے کی حیثیت سے جناب کا آپ کے تمام کاموں میں ہاتھ بٹانے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ اور آپ تجربہ سے معلوم کر لیں گے کہ خواہ کس قدر مشکلات بھی پیش آئیں ہماری جماعت خدا تعالےٰ کے فضل سے ملک معظم اور ان کے نواب کی پوری طرح فرمانبردار رہیگی۔ اور ملک کی بہتری کی تجاویز میں ان کا ہاتھ بٹانے میں کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔

## حضور وائسرائے کا جواب

ایڈریس کے جواب میں حضور وائسرائے ہند نے فرمایا:۔

میں نے نہایت خوشی کے ساتھ اس ایڈریس کو سنا ہے۔ جو آپ لوگوں نے ازراہ مہربانی میرے سامنے پیش کیا ہے۔ اور میں لیڈی ارون اور اپنی طرف سے ان محبت بھرے جذبات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو اس میں مذکور ہیں۔ میں آپ لوگوں کی وفاداری اور دلی خیر خواہی کی جو آپ لوگوں کو شہنشاہ معظم کے ساتھ ہے قدر کرتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ کی جماعت کے یہ جذبات آئندہ بھی ایسے ہی قائم رہیں گے۔ جیسے کہ ماسبق میں رہے ہیں۔

یہ مختصر سا تبصرہ جو آپ لوگوں نے اپنی جماعت کی ابتدائی تاریخ اور اس کی ترقی کے متعلق پیش کیا ہے۔ وہ مجھے آپ کے سلسلہ کے بانی کی زندگی کے دلآویز حالات۔ آپ کی ابتدائی جانفشانیاں۔ آپ کا پرشوکت اظہار عقائد۔ اور دیگر تاثرات جو آپ کی ذات سے وابستہ تھے یہ بتلانے کے لئے کافی ہیں۔ کہ آپ کا وہ پہلا جانثاروں کا چھوٹا سا گروہ اور اس وقت سے لے کر اس وقت ایک ہی نسل کے قلیل عرصہ میں جماعت کی یہ ترقی جو ہوئی ہے۔ اس کا باعث آپ لوگوں کا وہ پختہ ایمان اور یقین ہے۔ جو کہ آپ بحیثیت جماعت بانیٔ سلسلہ اور ان کے جانشینوں کی تعلیم پر رکھتے ہیں۔

آپ لوگوں نے اپنے ایڈریس میں اسمبلی و مجلس واضع قوانین میں مسلمانوں کی کافی نمائندگی کی ضرورت اور سرکاری ملازمتوں میں پورا پورا حصہ دیا جانے کے متعلق ذکر کیا ہے۔ نیز احمدیہ جماعت کے مبروں کے متعلق یہ خطرہ ظاہر کیا ہے۔ کہ وہ احمدیت کے خلاف تعصب کی وجہ سے سرکاری ملازمتوں سے محروم نہ رہیں اس دوسرے امر کے متعلق آپ لوگوں کو یقین رہنا چاہئے۔ کہ گورنمنٹ مذہبی رواداری کے متعلق اپنی قدیم روایات سے متجاوز ہونے کا ہرگز کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ اور نہ ایسا ہوا ہے اور نہ ہوگا یہ کہ کوئی آدمی جو کسی خاص مذہبی گروہ سے تعلق رکھنے کے پبلک سروس سے محروم رکھا جائے۔

فرقہ وارانہ نمائندگی کے متعلق میں اسی کو دہرا دینا کافی سمجھتا ہوں۔ جو کہ گذشتہ موسم سرما میں نے کلکتہ میں کہا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ موجودہ وقت میں جو نظام حکومت جاری ہے۔ بالفعل اس میں تبدیلی کرنے کا حکومت کا کوئی منشا نہیں۔ اور آئندہ بھی حکومت کوئی تبدیلی ان جماعتوں کے مشورہ کے بغیر جن پر وہ اثر انداز ہو سکتی ہے کبھی نہیں کرے گی۔

مسلمانوں کی سرکاری ملازمتوں پر تعیناتی کے متعلق یہ زیادہ پسندیدہ ہوگا۔ کہ مسلمان اپنی تعداد اور سیاسی اہمیت کے حقوق نمائندگی کے دعوی کو اپنی قابلیت کے ساتھ مضبوط کریں آپ لوگوں نے بھی فی الحقیقت نہایت آزادی سے اسکی صداقت کو تسلیم کیا ہے۔ اور آپ نے یہ کہا ہے کہ احمدی جماعت کے اندر تعلیم نہایت سرعت کے ساتھ ترقی کر رہی ہے۔ اس عرصہ میں حکومت کوشش کر رہی ہے کہ بعض ملازمتوں کو روک رکھے تاکہ ان کے ذریعہ سے اس تفاوت کو پورا کرے جو موجودہ وقت میں ہے۔ تاکہ ہر جماعت کو پبلک سروس کے لئے مناسب موقع حاصل رہے۔ آپ لوگ میرے ساتھ اتفاق کرینگے۔ کہ ایسے معاملات میں نسبت قائم کرنے کے لئے کوئی معین لائن نہیں کھینچی جا سکتی۔ لیکن اس کے بغیر چارہ نہیں۔ کہ جب بھی کسی فرد کو گورنمنٹ سروس میں لینے کا خیال کیا جائے گا۔ تو بہت حد تک امیدوار کی قابلیت کا لحاظ رکھا جائے گا۔

فرقہ وارانہ جھگڑوں کے متعلق جنہوں نے ابھی ابھی بہت سے شہروں کی تاریخ پر دھبہ لگا دیا ہے آپ نے اس کے متعلق ہندو مسلمانوں کی ذہنیتوں میں تبدیلی کی ضرورت پر زور دیا ہے اور نیز اس ضرورت پر کہ باہمی رواداری کی روح پیدا ہو۔ اور دونوں جماعتوں کے لیڈروں کے اندر اپنے فرائض کا مزید احساس ہو۔ اس کے متعلق کافی طور پر میں مختلف مواقع پر کہہ چکا ہوں۔ اس کے متعلق حکومت جس حد تک ممکن خیال کرتی تھی۔ ضروری امداد کر چکی ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں۔ کہ میں نہ کچھ اور کہہ سکتا ہوں اور نہ ہی آج کچھ مزید کہنے کی ضرورت ہے۔ سوائے اس کے کہ مجھے دلی یقین ہے۔ کہ ان قابل افسوس جھگڑوں کے سبق کا لوگوں کے دلوں پر بہت گہرا نقش ہوا ہے۔ اور مجھے امید ہے۔ کہ جماعت میں سے نہ تھکنے والے جوش کے ساتھ اپنی کوششوں کو باہمی صلح کے لئے جاری رکھیں گے۔

میں خیال کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگوں کو شاہی کمشن کے متعلق غلطی لگی ہے۔ کہ ان لوگوں کے حقوق کی طرف توجہ نہیں کی گئی جن کے آباؤ اجداد پشتوں سے فوجی خدمات کرتے رہے ہیں۔ یہ صحیح ہے۔ کہ "پرنس آف ویلز انڈین ملٹری کالج" ڈیرہ دون جہاں کہ شاہی کمشن کے داخلے کے امتحان کے لئے لڑکے تعلیم پاتے ہیں۔ تمام ہندوستانیوں کیلئے کھلا ہے۔ قطع نظر اسکے کہ وہ کس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن انتخاب کے وقت ہندوستانی ان افسروں کے بچوں کے لئے جنہوں نے خدمات کی ہیں خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ اور اس کالج میں داخل ہونے کے بعد ان بچوں کے والدین یا مربیوں کی مالی حالت کے مطابق فیسوں وغیرہ میں رعایت بھی کی جاتی ہے۔ فی الحقیقت اس کالج کے طلباء کی زیادہ تعداد ان خاندانوں کے لڑکوں کی ہے جن کا فوج سے تعلق رہا ہے۔ اور تقریباً اس میں نصف طالب علم ہندوستانی افسروں کے بچے ہیں۔

# اِن آنکھوں نے کیا کیا دیکھا؟

## زبان کٹوالی اور جان دیدی

لنڈن کے اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ میکسیکو میں رومن کیتھولک مذہب کے عیسائیوں کے خلاف خطرناک جوش ہے اور انہیں سخت سے سخت ایذائیں دی جا رہی ہیں۔ ابھی چار نوجوانوں کی زبانیں کاٹ ڈالیں محض اس لئے کہ وہ رومن کیتھولک طریق پر دعائیں پڑھتے تھے اور اس کے بعد ان کو مار دیا۔ ان نوجوانوں نے اُف نہ کی۔ اور جان دیدی۔ ایسی قوم جس میں اس قسم کے لوگ موجود ہوں۔ بلد ہلاک نہیں ہو سکتی۔ اور اس مذہب کو فتح کرنے کے لئے جس جماعت کو خدا تعالیٰ نے کھڑا کیا ہے۔ اس میں جب تک اس سے بڑھکر قربانی کی رُوح نہ ہوگی۔ وہ اسے فتح نہیں کر سکتی خدا تعالیٰ کے وعدوں پر صرف بیٹھ رہنا کوئی خوبی کی بات نہیں۔ بلکہ وہ وعدے اُمنگ اور جوش پیدا کرنے کا ذریعہ ہونے چاہئیں۔ اور اگر ان وعدوں سے فائدہ اُٹھانے کے لئے قدم نہ اٹھایا جائے۔ اور عملی روح پیدا نہ ہو۔ تو خدا تعالیٰ کے وعدے کبھی دوسرے وقت پر جا پڑتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جو وعدے تھے۔ وہ قوم کی کمزوری اور عملی قوت کے فقدان کی وجہ سے ان کی زندگی میں پورے نہ ہو سکے۔ خدا تعالیٰ کے غناءِ ذاتی سے ہر وقت مومن ڈرتا رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ اپنی جماعت کو اپنی تقریروں میں غناءِ ذاتی سے ڈراتے رہتے تھے۔ پس ہمارا کام محض اسی قدر نہیں ہے۔ کہ ہم ایک بات کو مان لیں۔ اور اس پر ایمان لاکر خوش ہو جائیں۔ یہ ابتدائی مرحلہ ہے۔ ایمان میں زندگی اور نشو و نما کی قوت کا ثبوت بھی اس کی عملی صورت ہے۔ میں نے یہ قربانی کی خبر اس خیال سے پیش نہیں کی۔ کہ یہ کوئی عجوبہ ہے۔ بلکہ جماعت احمدیہ کے دائرہ عمل کی وسعت بتانے کے لئے۔ بیشک احمدی جماعت میں ایسے جانباز شہداء کے نمونے موجود ہیں۔ جن کی قربانیاں ہمیشہ جماعت میں ایک روح عزم پیدا کیا کریگی۔ اور کابل کی سنگلاخ زمین اور پتھروں کے نیچے سے ایک خوشگوار آواز آتی رہے گی۔ کہ چلے آؤ بہادرو! خدا تعالیٰ کو ملنے کا یہی راستہ ہے۔ اور کامیابی کی منزل بہت قریب ہے۔ مگر ہم گوہر مقصود کو تب ہی پائیں گے۔ کہ مصائب اور مشکلات کے پہاڑ کو عبور کرنا اپنے لئے سہل اور ناممکن کے لفظ کو احمقوں کی لغت یقین کرلیں۔ مومن جو کبھی مایوس نہ ہونے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس کی لغت میں ناممکن کا لفظ ہو ہی نہیں سکتا۔

## ایک ہنگرین پروفیسر

ہنگری کے ایک پروفیسر صاحب آج کل یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اور تین مرتبہ احمدیہ مسجد میں بھی تشریف لائے ہیں۔ ان کے دل پر احمدیت کا ایک خاص اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے گا۔ اس کا اعلان بھی ہو جائے گا۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کا ترجمہ ہنگرین زبان میں کیا ہے۔ میں نے اس کتاب کی طبع و اشاعت کے لئے بعض دوستوں کو تحریک کی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے سامان پیدا کر دئے اور کوئی مرد خدا کھڑا ہو گیا۔ تو یہ کتاب چھپکر شائع ہو جائیگی انشاء اللہ العزیز۔ دراصل دُنیا احمدیت کے لئے تیار ہے ہماری کوششوں میں کمی ہے۔ مختلف تحریکیں اس ہوا کو میرے پاس لاتی ہیں۔ اور جب میں مختلف ذریعوں سے ان خوشبوؤں کو سونگھتا ہوں۔ اور اپنے سامنے کے مشکلات پر نظر کرتا ہوں تو چپ رہ جاتا ہوں۔ درد صاحب نے آج ہی (۱۶ر جنوری سنہ ۱۹۲۷ء) مجھے کہا۔ کہ مشرقی وسطی کی ایک سوسائٹی میں ۱۸ر جنوری کو ایک معرکۃ الارا مضمون زیر بحث ہے۔ "تحریکات اسلامی" اور اس میں ان سے بھی تقریر کرنے کی خواہش کی گئی ہے انشاء اللہ عرفانی اور درد صاحب اس مجلس میں شریک ہونگے۔ اور خدا کے فضل اور توفیق سے درد صاحب اسلامی تحریکات کی روح احمدیت کو اس میں پیش کرینگے۔ ان کی تقریر انشاء اللہ سوسائٹی کے رسالہ میں طبع ہوگی۔ اور یہاں کے مدبرین کو پیغام احمدیت اس طریق پر پہنچ جائیگا۔ کام کرنے والے کے لئے میدان وسیع اور اس کے لئے بہت طریقے اور اسباب ہیں۔ لیکن جامہ ندارم دامن از کجا آرم کا مضمون بعض اوقات صادق آجاتا ہے۔ احمدی نوجوان آئیں۔ دل میں سلسلہ کی خدمت اور تبلیغ کا جوش اور امنگ لیکر آئیں۔ وہ یہاں بیٹھکر اپنی روزی پیدا کر سکتے ہیں۔ اور سلسلہ کی خدمت۔ مبارک وہ جو توفیق پائیگے۔

## عیسویت کی حمایت کے لئے نئی راہ

عیسویت کی دیوار عقیدہ کی مضبوطیت کے پہلو سے گر چکی ہے مگر ہماری کوششیں اگر وقت وسیع ہو جائیں تو فی الحقیقت منزل قریب ہے۔ لیکن اس کو قائم رکھنے کے لئے بھی مختلف قسم کی کوششیں جاری ہو رہی ہیں۔ ان میں سے ایک "قومی گیت بازی" ہے۔ کچھ عرصہ سے قومی گیت بازی کو رواج دیا جا رہا ہے۔ رفتی بال کے موقعوں اور دوسرے موقعوں پر عیسائیت کے گیت ملکر گائے جاتے ہیں۔ راگ قدرتی طور پر اثر رکھتا ہے۔ اور شاعرانہ جذبات بھی ایک فوری تاثیر رکھتے ہیں اس قسم کی تحریکیں اب انگلستان اور سکاٹ لینڈ کے تمام بڑے بڑے شہروں میں جاری ہو رہی ہیں۔ جہاں چالیس چالیس پچاس پچاس ہزار عورت مرد بچے بوڑھے۔ جوان ملکر مذہبی گیت گاتے ہیں۔ اس نے ایک روح پیدا کر دی ہے۔ اور یہ تحریک ہماری مسجد کے بعد سے شروع ہوئی ہے۔ عیسائیوں نے اب محسوس کر لیا ہے۔ کہ ہم کو اپنے گھر میں اسلام کے حملے کا مقابلہ کرنا ہے۔ اب تک ان کی پیش قدمی کی پوزیشن تھی۔ اور اسلام کی طرف مدافعانہ جنگ بھی پوری قوت کے ساتھ جاری نہ تھی۔ لیکن اب وہ دیکھتے ہیں۔ کہ ان کے گھر اور قلب میں اسلامی تبلیغ کا مرکز قائم ہو گیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سعادت مندوں کی جماعت کو اپنے وعدہ کے موافق اکٹھا کر رہا ہے۔ اور اب اس قسم کی آوازیں اخبارات میں بلند ہونے لگی ہیں۔ کہ ہم سینٹ پال کو بچا سکتے ہیں۔ مگر ان معتقدات کو نہیں بچا سکتے۔ جن کی بنیاد سینٹ پال پر ہے۔"

ممکن ہے بعض دوستوں کو معلوم نہ ہو۔ اور وہ اس فقرہ کا پورا لطف نہ اٹھا سکیں۔ یہاں سینٹ پال کا سب سے بڑا گرجا ہے اور یہ وہی گرجا ہے۔ جس کے صحن میں جاکر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے معہ اپنے خدام کے (خود عرفانی بھی ان میں تھا الحمد للہ) ۲۰ر اگست سنہ ۱۹۲۴ء کو لنڈن کے سٹیشن سے اُتر کر سیدھے وہاں جاکر لمبی دعا کی تھی۔ یہ گرجا لڈگیٹ میں ہے۔ احباب اسے باب لُد کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس باب لُد سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی زبان پر جاری ہوا ہے۔ کونسا لُد مراد ہے۔ تاہم یہ کیا عجیب بات نہیں۔ کہ آج لنڈن کے اندر ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ جن کا قول میں نے اوپر نقل کیا ہے۔ یہ خیالی امر نہیں۔ میرے پاس یہ تحریر موجود ہے۔ اور میں نے اس کو خدا تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے کا ایک ثبوت سمجھکر بطور یادگار رکھا ہے۔

چونکہ یہ گرجا ایک تاریخی اور عظیم الشان گرجا ہے۔ اس تحریر کے راقم نے کہا۔ کہ ہم اس گرجا کو تو اس کی تاریخی عظمت کے لحاظ سے بچا سکتے ہیں۔ مگر وہ عقائد جن کی بنیاد سینٹ پال پولوس) پر ہے۔ وہ ہم نہیں بچا سکتے۔ ان میں اس قدر کمزوری اور بودا پن ثابت ہو گیا ہے۔ کہ کوئی قوت انہیں بچا ہی نہیں سکتی۔ سائنس اور علوم جدیدہ کے حملے عیسائیت پر اس سے پہلے بھی ہو رہے تھے۔ مگر کسی نے آج تک یہ بات نہیں کہی تھی۔ ہماری مسجد کے افتتاح کے بعد ایسا زمانہ آ جاتا ہے کہ خود اپنے منہ سے وہ اقرار کر رہے ہیں۔ اور اقرار بھی ایسے فقرہ میں کہ جس گرجا کی ایک تاریخی حیثیت احمدیت کی تاریخ میں بھی قائم ہو چکی ہے۔ عرفانی بارہا اس مقام پر گیا ہے۔ جہاں اس کے آقا و محسن نے کھڑے ہو کر بارگاہ الٰہی میں اسلام کی ترقی و کامیابی کے لئے لمبی دعا کی تھی۔ اور ان مختلف اوقات میں جب وہ وہاں پہنچا۔ تو اسے دُعا کی تحریک ہوئی۔ اور الحمد للہ دُعا کی توفیق پائی۔

مگر کیا ہم بچوں کی طرح صرف اسی ایک بات پر خوش ہو جائیں؟

یا اپنے فرض اور ذمہ داری کی نزاکت کو محسوس کرینگے۔ ایک طرف یہ لوگ اسلام پر حملہ کرنے کیلئے پوری تیاری کر رہے ہیں۔ بلکہ کر چکے ہیں۔ اور متواتر حملے کر رہے ہیں۔ دوسری طرف باوجود اپنے گھر کی کمزوری کے احساس کے عیسویت کے گرتے ہوئے بُرجوں کو بچانے کے لئے انتہائی کوشش کر رہے ہیں۔ آؤ! دلائل اور براہین کے زبردست ہتھیاروں کے ساتھ جو خدا تعالیٰ نے ہم کو دئے ہیں۔ ان کے گھر میں انقلاب پیدا کر دیں۔ تاکہ وہ اپنے مشنری لشکروں کو اسلامی ممالک سے واپس بُلا لیں۔ یہ ایک ایسا سنہری اور کامیابی کا یقین دلانے والا موقعہ ہے کہ اس سے بہتر کی توقع نہیں ہو سکتی۔ بسم اللہ کا گنبد تیار ہو چکا ہے۔ اور خدا کا گھر بن گیا۔ وہاں سے اسلام کی روشنی کو پھیلا دو۔ تاکہ حقیقی معنوں میں مغرب سے طلوع آفتاب کا نظارہ دُنیا کو نظر آجائے۔

آخر میں احباب سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ میرے آئندہ سفر کے لئے سہولتیں و اسباب پیدا کر دے۔ اور سفر کے لئے خالص نیت اور صدق کی توفیق دے۔ تاکہ میں محض خدمت اسلام کے ہی لئے اس سفر کو پورا کر سکوں۔ اور جلد اپنے محبوب کی بستی میں آپہنچ جاؤں۔ آمین۔ اپنے کو خلوص اور صدق ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو راہ کشا ہے ؎

عزیزاں بے خلوص و صدق نکشا یند راہے را
مُصفا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا

عرفانی از لنڈن

## شاہ حجاز، شاہ کابل اور "زمیندار"

"زمیندار" ۲۵ فروری ۱۹۲۷ء اپنے مضمون بعنوان "مجلس خلافت اور مسئلہ حجاز" میں ایڈیٹر ہمدرد سے یوں مخاطب ہے:۔

"ابن سعود نے اب تک کسی کو مرتد قرار دے کر کبھی سنگسار نہیں کیا۔ پھر آپ کے عتاب خصوصی کا مورد کیوں بنایا جاتا ہے۔ ابن سعود دین میں جبر و اکراہ کا مجرم ہے۔ تو پھر اسی مجرمیت کی اصلاح فرمائیے ... ... ... کیا ہمیں بتایا جا سکتا ہے۔ کہ ابن سعود نے اب تک کتنے آدمیوں کو بزور شمشیر اپنے عقائد ماننے پر مجبور کیا ہے۔ اور کتنے آدمی سلطنتہ کی بنا پر تہ تیغ ہو چکے ہیں۔ لا اکراہ فی الدین کی آیت اب پڑھیئے"؟

میں بادب زمیندار سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرنے والوں۔ قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے والوں۔ روزہ رکھنے والوں۔ قرآن کریم کو جزو جان یقین کرنے والوں اور اشاعت و ترویج اسلام کی خاطر جینے والوں کو اگر شاہ حجاز نے مرتد قرار دیکر قتل نہیں کیا۔ تو کیا اس نے یہ تعلیم قرآن کے مطابق کیا۔ یا باوجود طاقت ہونے کے اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے حکم خداوندی کا نافرمان ٹھیرا؟ اگر آپ کے خیال میں شاہ حجاز کا فعل مستحسن اور عین اطاعت احکام الٰہی ہے تو کیا شاہ کابل احمدیوں کو مرتد قرار دیکر قتل کرنے پر عمداً موجب ملامت و قابل مؤاخذہ اور ایک فعل کا مرتکب نہیں ہوا۔ اور کیا آپ اپنی پوزیشن صاف فرمائینگے۔ کہ ایک طرف تو آپ شاہ کابل کو محض ایک با خدا انسانوں کی سنگساری پر غازی کا خطاب عنایت فرمائیں۔ اور دوسری طرف اسی فعل قبیح سے اجتناب کرنے پر شاہ حجاز کو غازی کا لقب عطا کریں۔ کیا مسلمانوں کی یہی تعریف ہے؟

شیخ مشتاق حسین کنٹریکٹر ۔ ہیسٹنگ روڈ۔ کلکتہ۔

## ایک نومسلمہ بہن

(راقم زدہ مفتی محمد صادق صاحب)

مسس ہدایت بڈلک ہالینڈ کی نومسلمہ کے نام نامی سے احباب آگاہ ہیں۔ اس کے تازہ خطوط سے چند اقتباسات اُمید ہے۔ کہ قارئین کرام کے واسطے موجب دلچسپی کا ہونگے:۔

"میں آپ کی بہت ہی مشکور ہوں۔ کہ آپ نے سالانہ جلسہ پر میرا سلام احمدیوں کو پہنچایا۔ اس طرح ہزار ہا سچے مومنین کی دُعائے سلام ضرور میرے لئے اور اس ملک میں اسلام کے پھیلنے کے واسطے موجب رحمت اور برکت ہوگی۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں دست بدُعا ہوں کہ اس کی بے شمار رحمتیں آپ پر نازل ہوں"۔

"مجھے اس بات کا بجا فخر ہے۔ کہ "ریویو آف ریلیجنز" کی خریداری میں سب سے پہلے میرا نام ہے"۔

"شہر ہیگ کے ایک معزز آدمی نے مجھ سے قرآن شریف کا ترجمہ انگریزی طلب کیا ہے۔ اور ایک عالی معزز آدمی سے میری ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھے ایک نوجوان لیڈی کا پتہ دیا ہے جو دین اسلام کے بہت قریب ہے۔ اور وہ عنقریب ملنے کے لئے آئیگی۔ اور اس طرح اُمید ہے۔ کہ اسلام کے پھیلنے کی یہاں ابتدا ہونے لگ جائیگی۔ ایک شخص نے میرے سے تعارف الاسلام کے دو نسخے منگوائے ہیں۔ کاش! کہ کوئی مبلغ جلد اس ملک میں بھیجا جا سکتا"۔

"اسلامی تعدد ازدواج پر جو اعتراضات عیسائیوں کے ہیں وہ میری سمجھ میں نہیں آتے۔ میرے خیال میں وہ سب معقول اور نامعقول اعتراضات ہیں۔ یہ بے ہودہ بات ہے۔ کہ اگر انسان ایک بیوی سے محبت کرتا ہے۔ تو وہ دوسری سے محبت نہیں کر سکتا۔ انسان ایک ہی وقت میں کئی بچوں سے محبت کرتا ہے۔ اور کئی دوستوں سے محبت کرتا ہے۔ اور کئی اشیاء سے محبت کرتا ہے۔ اگر مجھے اپنے خاوند سے سچی محبت ہے۔ اور میرے خاوند کی مرضی اور خوشی اسی میں ہے۔ کہ وہ ایک اور شادی کرے۔ تو میری محبت کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے۔ کہ میں اس کی خوشی کے کام میں اس کی امداد کروں۔ نہ یہ کہ اس کی مخالفت کروں۔ اور اس کے راستہ میں حائل ٹھیروں"۔

"اگر میں ہندوستان گئی۔ تو میں وہاں کی مسلمان عورتوں کا لباس اختیار کروں گی۔ اور برقعہ اوڑھا کروں گی۔ مجھے ہر ایک چیز اسلامی کے ساتھ محبت ہے"۔

"نبی احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو نام زیادہ مشہور ہیں۔ ایک مسیح اور دوسرا مہدی۔ آپ اپنی تحریروں میں اکثر مسیح کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ مگر میں زیادہ تر مہدی کا لفظ استعمال کرنا پسند کرتی ہوں۔ کیونکہ یہ خاص اسلامی اصطلاح ہے۔ اور اس میں یہودیت اور عیسائیت کی کچھ شرکت نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ آخری مسیح مہدی کے واسطے مقدر ہے"۔

"مرکز قادیان مختلف ممالک میں مشنری روانہ کرنے کا ایک شاندار کام کر رہا ہے۔ لیکن ہنوز بہت سے ممالک میں مشنریوں کے روانہ کرنے کی ضرورت ہے۔ کاش! کہ ہندوستان کا ایک ایک بڑا شہر ایک ایک ملک کو ایک مشنری بھیجنے کا خرچ اپنے ذمہ لے سکتا"۔

## احمدیہ وفد حضور لارڈ ارون وائسرائے ہند

۲۵ فروری ۱۹۲۷ء بروز جمعہ ۲½ بجے جماعت احمدیہ کا وفد جو مشتمل ۲۲ اشخاص تھا۔ حضور ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند لارڈ ارون کی ویسرگل لاج دہلی میں پیش ہوا۔ جب ممبران وفد کرسیوں پر بیٹھ گئے تو حضور وائسرائے تشریف لائے۔ اور وفد کے ہیڈ چودہری ظفر اللہ خان صاحب سے ہاتھ ملا کر اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔ وائسرائے کے ساتھ ان کے پرائیویٹ سیکرٹری اور ایڈ ڈی کانگ بھی اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ چودہری ظفر اللہ خان صاحب نے ایڈریس پڑھا۔ ایڈریس ایک چاندی کے کاسکٹ میں رکھ کر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب نے پیش کیا اور مفتی محمد صادق صاحب نے سلسلہ کی چند کتابیں جو مخملی خریطے میں تھیں۔ ایک ایک کر کے پیش کیں۔ اور ہر ایک کتاب کے پیش کرنے کے وقت اس کا مختصر ذکر کیا۔ مثلاً یہ وہ لیکچر ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے ولایت پڑھا جانے کے واسطے لکھا تھا۔ وائسرائے بہادر نے کتابوں کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ اور فرمایا کہ میں انکو پڑھوں گا۔ اس کے بعد وائسرائے نے کھڑے ہو کر ایڈریس کا جواب دیا۔ اس کے بعد چودہری صاحب نے ایک ایک ممبر کو الگ الگ پیش کیا۔ وائسرائے بہادر نے سب کے ساتھ ہاتھ ملایا۔ اور فوجی ممبران وفد سے جنگی حالات دریافت کرتے رہے۔ اور بعض کے تمغے دیکھے۔ دہلی میں احباب کے قیام کیواسطے ... چودہری انور خان صاحب اور بابو اعجاز حسین صاحب کے مکانات پر انتظام کیا گیا تھا۔ ہر دو اصحاب نے مہمانوں کی خدمت میں بہت سرگرمی اور محنت کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے (نامہ نگار)

# اسلام اور آریہ سماج

## پروفیسر رام دیو صاحب کے لیکچر پر نظر

(۱)

مہتہ رادھاکشن صاحب مشہور آریہ سماجی نے ایک دفعہ لکھا تھا:۔

"میں افسوس کے ساتھ دیکھتا ہوں۔ کہ بجائے اس مسئلے کہ آریہ سماج میں ست (سچ) اور اَست (جھوٹ) کو پر نے (فیصلہ) کرنے کی کوشش کی جاتی۔ جیسا کہ اس کے پہلے نظام سے پرچار کیا جاتا ہے۔ اَست کو دبانے کی کوشش کی جاتی ہے" (رسالہ اندر جون تا اگست ۱۹۲۲ء)

یہ جو کچھ کہا گیا بالکل حق اور درست تھا۔ جنہوں نے سماجی لیکچراروں کی تقریریں سنی ہونگی۔ وہ اس قول کی پوری پوری تصدیق کرینگے۔ مگر جن دوستوں کو کبھی ان کی تقریریں سننے کا اتفاق نہیں ہؤا وہ جناب پروفیسر رام دیو صاحب بی۔ اے کا وہ لیکچر پڑھ لیں۔ جو انہوں نے ۱۶ فروری کو آریہ سماج دہلی میں کئی ہزار کے مجمع میں دیا۔ اور بعد میں اخبار پرتاپ اور پرکاش ۲۰ فروری ۱۹۲۷ء میں شائع ہؤا۔ میں نے اس لیکچر کو ایک دفعہ نہیں کئی بار پڑھا ہے۔ اور پوری توجہ اور غور سے پڑھا ہے۔ مگر افسوس اور تعجب کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ایک تعلیم یافتہ اور گریجوایٹ کا لیکچر اس قدر ایوس کن اور دلائل سے معرا شاید ہی کوئی ہو۔

صاحب موصوف نے اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے "متواتر ست کو دبانے کی کوشش کی ہے" بات یہ ہے۔ کہ انہوں نے سوائے انگریزی اور شدید سنسکرت کے اور کسی زبان کی تحصیل نہیں کی۔ چہ جائیکہ عربی زبان سے واقف ہو کر اسلامی لٹریچر کا از خود مطالعہ کیا ہو چونکہ صاحب موصوف عربی زبان سے ناواقف اور اسلامی لٹریچر کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس لئے انہوں نے آج تک اسلام کے متعلق جس قدر بھی واقفیت اچھی یا بری یا ہم پہنچائی وہ چند انگریزی کتابوں پر منحصر ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ پروفیسر صاحب نے اسلام کی صداقت پرکھنے کے لئے ایسے من گھڑت طبع زاد اور بے معنی معیار قائم کئے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کہ جب آریہ سماج کے ودوانوں کی یہ حالت ہے۔ تو دوسروں کی کیا ہوگی؟

پروفیسر صاحب دعویٰ تو یہ کریں کہ قرآن اور قرآنی مسائل غیر الہامی اور موجودہ روشنی کے زمانہ میں کام نہیں دے سکتے۔ اور شروع تقریر میں وعدہ کریں۔ کہ جو کچھ کہوں گا۔ اسے دلائل سے ثابت کروں گا (پرتاپ ۲۰ فروری) مگر ثبوت میں فرمائیں کہ خدا بخش یہ کہتا ہے اور سید امیر علی نے یہ لکھا ہے۔ اسی طرح میور نے یوں لکھا ہے۔ اور فلاں پادری نے یہ کہا ہے۔ بھلا یہ بھی کوئی معیار ہے۔ جس سے کسی مذہب کی صداقت و بطالت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر بقول پروفیسر صاحب موصوف واقعی مسٹر خدا بخش نے یہ لکھا ہے۔ کہ قرآن کریم نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رف ڈائری ہے نہ کہ الہامی کتاب تو کیا اس سے قرآن حکیم ایشوری گیان کے پایہ سے گر جائے گا۔ اگر ایک ہندو یا آریہ سماج کا ممبر کہہ دے۔ کہ وید چند رشیوں کی یادداشتیں ہیں (جیسا کہ بعض نے کہا بھی ہے جس کا ذکر اسی سلسلہ مضامین میں ہوگا) تو کیا جناب پروفیسر صاحب اسے سچ مان لیں گے؟ اور اس کے سوا اور کسی داخلی یا خارجی عقلی اور نقلی دلیل کی ضرورت نہ سمجھیں گے۔

اسی طرح اگر بروایت پروفیسر صاحب ہم مان لیں۔ کہ سید امیر علی صاحب نے تعدد ازدواج کے متعلق یہی کہا ہے۔ کہ اس سے زنا کاری پھیلتی ہے۔ تو کیا صرف سید امیر علی صاحب کے کہہ یا لکھ دینے سے یہ دعویٰ ثابت ہو جائے گا۔

بھلا یہ بھی کوئی معیار ہے۔ کہ چونکہ سید امیر علی یا مسٹر خدا بخش نے ایسا کہا ہے۔ اس لئے قرآن اور اسلام خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتے۔ اگر چند مسلمان کہلانے والوں کا اسلام اور قرآن کے بعض اصول سے اختلاف ظاہر کرنا یا اس زمانہ میں بعض اسلامی مسائل سے ان کی تسلی نہ پانا اسلام اور قرآن کی بطالت کی دلیل ہو سکتا ہے۔ تو اسی معیار کے رُو سے وید اور ویدک دھرم بھی باہر نہیں رہ سکتے کیونکہ خود ویدک دہرمی ہندوؤں میں دو ایک نہیں سینکڑوں اور ہزاروں بلکہ لاکھوں ایسے انسان ہیں۔ جو ویدک دھرم کے بنیادی اصول یعنی تناسخ کے قائل نہیں۔ اور اسی طرح کئی لوگ ہیں۔ بلکہ کئی فرقے ہیں۔ جو قدامت روح اور مادہ کو نہیں مانتے۔ کئی فرقے ہیں جو نجات کو محدود نہیں سمجھتے۔ کئی ہیں جو نیوگ کے نام سے ہی چڑتے ہیں۔ کئی فرقے ہیں جو ویدوں کو انادی نہیں مانتے۔ کئی فرقے ہیں جو ویدوں کو رشیوں کا کلام سمجھتے ہیں۔ کئی فرقے ہیں۔ جو ویدوں کے ذریعہ روحانیت حاصل کرنے سے انکاری ہیں۔ کئی فرقے ہیں جو کہ اعلانیہ کہتے ہیں۔ کہ وید پر چلنے سے نجات محال ہے۔ حالانکہ یہ سب کے سب ویدک دھرمی ہیں۔ اور ہندو کہلاتے ہیں۔ اور ویدک تہذیب اور ویدک رشیوں پر فخر کرتے ہیں۔ اور ہم تو یہ کہیں گے۔ کہ اگر انیسویں اور بیسویں صدی میں سوائے شری سوامی دیانند جی مہاراج یا دو ایک اور ہندو لیڈروں کے باقی اس عرصہ میں جس قدر بھی ہندو لیڈر مصلح اور لیڈر پیدا ہوئے۔ وہ جب ہی سن شعور کو پہنچے اور زیور علم سے آراستہ ہوئے۔ اور عقل و خرد سے کام لینے کے قابل بن گئے۔ تو انہوں نے صرف اصول سے ہی اختلاف ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ ویدک دھرم کی اصل بنیاد سے ہی انکار کر دیا۔ اور پکار اٹھے کہ ہم ویدوں کو الہامی نہیں مانتے مسٹر خدا بخش اور سید امیر علی تو مسلمانوں کے مذہبی لیڈر ہیں اور نہ ہی سیاسی۔ چہ جائیکہ مسلمانوں کا کوئی گروہ ان کا ہم خیال اور ان کی پیروی کا دم بھرنے والا ہو۔ مگر ویدک دھرمیوں کے تمام بڑے بڑے لیڈر اور ریفارمر بھی وہ کہ جن کے ہم خیال اور پیرو سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ ویدوں کو غیر الہامی کہہ چکے ہیں۔ کیا برہمو سماج کے بانی مبانی راجہ موہن رائے ویدوں کے الہامی ہونے کے قائل تھے۔ کیا بابو کیشب چندر سین انہیں الہامی سمجھتے تھے۔ کیا مہرشی دیویندر ناتھ ویدوں کے من جانب اللہ ہونے کے قائل تھے۔ کیا ایشور چندر ودیا ساگر جسٹس راناڈے۔ مسٹر تلک۔ مہاتما گاندھی۔ پنڈت سام شری۔ رابندر ناتھ ٹیگور۔ سوامی رام تیرتھ بابو کرشن کمار بھٹ اچاریہ سوامی وویکانند۔ رنگا آئر سوامی مسٹر شاستری۔ بابو بپن چندر پال۔ سوامی ستیہ دیو۔ پنڈت موتی لال نہرو۔ این سی کیلکر۔ سی آر داس۔ بنرجی۔ موتی لال گھوش۔ لالہ ہردیال ایم۔ اے وغیرہ وغیرہ بیسیوں زندہ اور فوت شدہ لیڈر جن میں ہر طبقہ اور ہر مذاق کے لوگ شامل ہیں۔ ویدوں کو الہامی مانتے تھے یا اب مانتے ہیں۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ پس اگر سید امیر علی صاحب کے کہہ دینے سے یا مسٹر خدا بخش کے لکھ دینے سے اسلام من جانب اللہ مذہب نہیں ٹھہرتا۔ تو یقین رکھئے۔ وید اور ویدک دھرم بھی ایشوری گیان اور ایشوری دھرم کہلانے کا مستحق نہیں۔

(مفتی فضل حسین مہاجر قادیان)

---

# ریویوز

**اسلامک کیلنڈر**

دو رنگین کیلنڈر نہایت خوبصورت کاغذ میں آرینٹل کرنے کے اسلامک لٹریچر کمپنی لاہور پوسٹ بکس نمبر ۱۳۱ نے شائع کئے ہیں۔ ایک میں مدینہ منورہ مکہ معظمہ۔ مسجد سینٹ صوفیہ۔ مسجد اقصیٰ اور الحمد شریف و دو آیات کلام اللہ کے دلکش فوٹو اور دوسرے میں غازی پاشا۔ خالدہ خانم۔ انور پاشا رضا خاں۔ امان اللہ خاں سلطان الاطرش کے فوٹو ہیں۔ دونوں میں ہر ماہ کی تواریخ رنگین مطبوعہ ہیں۔ ہر دو کیلنڈروں کی قیمت ۸ / ہے۔ مندرجہ بالا پتہ سے مل سکتے ہیں۔

**اقبال کیلنڈر**

یہ کیلنڈر سر محمد اقبال مشہور شاعر پنجاب کے فوٹو کا حامل ہے قیمت ۸ / غلام مصطفیٰ صاحب بکسیلر نولکھا لاہور سے منگائیے۔

**ہندی ٹریکٹ**

کیلانگا والی دھیا گھپور کے چند نوجوان نے ایک انجمن قائم کی ہے۔ جس کا مقصد ہندی زبان میں رسالہ ٹریکٹ و اشتہار وغیرہ اسلام کی حمایت میں شائع کرنا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ کی پہلی کڑی مہاپرش (نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت غیر مسلم اور خصوصاً ہندو محققوں کی رائے جو حضور کی تعریف و توصیف میں انہوں نے لکھی ہیں) اکٹھا کرکے بطور رسالہ شائع کیا ہے۔ دوسرا رسالہ سوامی شردھانند جی کا اسلام و مسلمانوں کی نظر میں مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر مبادی لاہور کا ہے۔

# فہرست نومبایعین

## ہفتہ مختتمہ ۲۲ فروری ۱۹۲۷ء

۵۶۰ - محمد عنایت اللہ صاحب سیالکوٹ
۵۶۱ - نظام الدین صاحب مجیٹھہ ضلع امرتسر
۵۶۲ - محمد الدین صاحب " " "
۵۶۳ - ابراہیم صاحب " " "
۵۶۴ - الہ دین صاحب " " "
۵۶۵ - مسماۃ جیاں صاحبہ ضلع ہشیارپور
۵۶۶ - برکت بی بی صاحبہ " "
۵۶۷ - کرامت بی بی صاحبہ " "
۵۶۸ - عبدالحق صاحب لاہور
۵۶۹ - مستری عبدالغنی صاحب سیالکوٹ
۵۷۰ - امام دین صاحب معرفت فضل دین صاحب سرگودھا
۵۷۱ - خوشی محمد صاحب " " " " "
۵۷۲ - چوہدری سلطان بخش صاحب ضلع سیالکوٹ
۵۷۳ - فضل بی بی صاحبہ اہلیہ کھیڑا " "
۵۷۴ - محمد حسین صاحب رئیس ضلع گورداسپور
۵۷۵ - زینب بی بی صاحبہ ضلع جھنگ
۵۷۶ - خوشی محمد صاحب " سیالکوٹ
۵۷۷ - اللہ بخش صاحب " ملتان
۵۷۸ - محمد حفیظ الرحمٰن صاحب لاہور
۵۷۹ - مسماۃ رسول بی بی صاحبہ ژوب بلوچستان
۵۸۰ - غلام نبی صاحب بھاگل پور
۵۸۱ - رشیدن صاحبہ اہلیہ غلام نبی صاحب "
۵۸۲ - غلام جیلانی صاحب امین آبادی لاہور
۵۸۳ - محبوب احمد صاحب جیند اسٹیٹ
۵۸۴ - رکن الدین صاحب ٹپارہ اڑیسہ
۵۸۵ - سعیدہ خاتون صاحبہ " "
۵۸۶ - کریم بی بی صاحبہ ضلع ملتان

## ہفتہ مختتمہ یکم مارچ ۱۹۲۷ء

۵۸۸ - رمضان صاحب بالی بچہ ضلع گورداسپور
۵۸۹ - زینب بی بی صاحبہ بالی بچہ } اہلیہ منشی محمد حسین صاحب " "
۵۹۰ - محمد ابراہیم صاحب بخدمت سید عبدالحی صاحب دہلی
۵۹۰ - مستری محمد الدین صاحب ضلع گجرات
۵۹۱ - والدہ صاحبہ میاں غلام رسول صاحب ضلع راولپنڈی
۵۹۲ - ہمشیرہ صاحبہ " " " "
۵۹۳ - سجادہ صاحبہ " " " "
۵۹۴ - اہلیہ محمد الدین صاحب مدراس
۵۹۵ - حافظ شمس العارفین بٹالہ
۵۹۶ - شیخ فضل حق صاحب ضلع گورداسپور
۵۹۷ - اللہ دتا صاحب چوکیدار " سیالکوٹ
۵۹۸ - احمد بخش صاحب " "
۵۹۹ - اہلیہ صاحبہ چوہدری علی بخش صاحب نمبردار سرگودھا
۶۰۰ - بہو " " " " " "
۶۰۱ - غلام حسین صاحب "
۶۰۲ - فیض علی صاحب مانین پوری
۶۰۳ - عوض خان صاحب سائڈمن آگرہ
۶۰۴ - بشیر فاطمہ زوجہ سردار احمد سیالکوٹ
۶۰۵ - محمد خاں صاحب ضلع گجرات
۶۰۶ - سرور شاہ صاحب " "
۶۰۷ - کریم الدین صاحب ریاست پٹیالہ
۶۰۸ - اہلیہ منصب دار خاں صاحب " "
۶۰۹ - غیاث الدین صاحب پشاور
۶۱۰ - اہلیہ صاحبہ مرزا مبارک بیگ صاحب قادیان
۶۱۱ - جمال الدین صاحب لاہور
۶۱۲ - رحمت علی خاں صاحب گجرات
۶۱۳ - فقیر خاں صاحب پوری
۶۱۴ - اہلیہ بابو فضل الٰہی صاحب راولپنڈی
۶۱۵ - انشاء اللہ خاں صاحب کلرک "
۶۱۶ - فضل احمد صاحب ضلع منٹگمری
۶۱۷ - برکت علی صاحب " "
۶۱۸ - اللہ رکھا صاحب " "
۶۱۹ - حیات بی بی صاحبہ " "
۶۲۰ - برکت بی بی صاحبہ " "
۶۲۱ - علم الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۶۲۲ - عمر شاہ صاحب شہر فیروزپور

خاکسار محمد یار اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری

**ضروری امر**

نومبایعین کی جو فہرست شائع کی جاتی ہے جس میں جہاں جہاں کے احباب کے نام درج ہوں۔ وہاں کے احمدیوں کو چاہئے ان سے تعارف حاصل کریں مگر تعلقات بڑھانے اور انہیں احمدیت کی تعلیم سے پورے طور پر واقف کرانا چاہئے۔ مفصل پتہ دفتر ڈاک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

## (اشتہار) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی پُرزور سفارش

جو ایک ماہ قبل شائع ہو چکی ہے۔ [illegible] غور کریں۔ کہ انہوں نے اس کی تعمیل کی سعادت میں کس قدر حصہ لیا ہے۔ حضرت ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا تھا۔ کہ "جو [illegible] صاحب توفیق ہوں۔ وہ ان کتب میں سے جو انہوں نے (یعنی کتاب گھر) نے چھپوائی ہیں۔ خریدکر ان کی مشکل کو حل کر [illegible] میں یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں۔ کہ سوائے چند اور نہایت ہی محدود دوستوں کے اور تمام دوست تاحال خاموش ہیں۔ [illegible] نے اپنی طرف سے مزید رعایت بھی کردی تھی۔ تاکہ دوست ہم خرما و ہم ثواب کے مستحق ہوں۔ وہ یہ کہ مندرجہ ذیل رعایتی ر[illegible] مقرر کر دیئے تھے۔ اب ایک بار اور موقعہ دیتا ہوں۔ کم از کم ایک سو احباب ایسے نکل آویں۔ جو ایک ایک سٹ خریدیں۔ ان سٹوں میں نئی اور پرانی کتب تمام ہیں۔ جو کتاب گھر نے شائع کی ہیں :-

### (۱) دس روپیہ کی پانچ روپیہ میں

- کلید قرآن معہ لغات القرآن — عہ
- سیرت مسیح موعود — ۸ر — ۴ر مجلد
- پیغام صلح — ۲ر
- احمدی حمائل شریف مترجم — ۴ہ ، مجلد ۱ر
- درثمین عربی مترجم اردو — عہ
- دینیات احمدیہ — ۴ہ
- سوانحعمری امام بخاری — ۲ر
- درثمین اردو مجلد — ۶ر
- فصل الخطاب — عہ

عنلہ

### (۲) دس روپیہ کی ساڑھے ساٹ روپیہ میں

- خزینۃ العرفان تفسیر القرآن حصہ دوم۔ از حضرت مسیح موعود — ۱ر
- ، سوم — عہ
- ، چہارم — ۹ر
- ، پنجم — عہ
- ، ششم — عہ
- اسوہ حسنہ — ۱۲ر ، مجلد عہر
- خلافت راشدہ — عہ
- کلام محمود حصہ اول — ۱۰ر
- نماز مترجم جدید — ۱ر

عنلہ

### (۳) سات روپیہ کی چار روپیہ میں

- لیکچر لاہور — ۵ر
- گلزار معرفت — ۵ر
- ملفوظات احمدیہ — عہ
- سیرت النبی — عہ ، مجلد عہ
- دلائل ہستی باریتعالےٰ — ۱۰ر
- ترک موالات — ۸ر
- ابطال الوہیت مسیح — ۳ر
- خطبات محمود — ۱۳ر
- ولایت کے تین لیکچر — ۷ر
- کلام محمود حصہ دوم — ۳ر
- جھوک مہدی دالی — ۱ر
- چشمہ توحید — ۲ر
- حقیقۃ الامر — ۱ر

معہ

### (۴) دس روپیہ کی چھ روپیہ میں

- مسیح موعودؑ — ۴ر
- آئینہ سماج — ۸ر
- آنحضرتؐ اور آپکی تعلیم انگریزی — ۵ر
- شہادت لیکھرام — ۱ر
- گوشت خوری — ۱ر
- ردّ تناسخ — ۲ر
- قطعات دس عدد — ۱۰ر

- شرائط بیعت — ۲ر
- نوح الہدیٰ۔ تین قسم — ۶ر
- جیبی حمائل شریف سوا مجلد — عہ
- حیات نورالدین — ۱۰ر ، مجلد ۱۲ر
- خطبہ عید الفطر — ۱ر
- تفسیر سورۃ والعصر — ۱ر
- اصلاح خاتون — ۳ر
- فلسفہ نماز — ۶ر
- رپورٹ ۱۸۹۷ء۔ حضرت مسیح موعود کی تقریریں — عہ
- مکمل رپورٹ جلسہ مذاہب اعظم — عہ ، مجلد عہ
- تصدیق النبی — ۵ر
- سناتن دھرم — ۱ر
- طریق النجات دعاؤں کا مجموعہ — ۴ر
- پارہ اول مترجم — ۲ر
- احمدیہ پاکٹ بک — عہ

عنلہ

### (۵) آٹھ روپیہ کی پانچ روپیہ میں

- نورالدین — عہ
- احمدی و غیر احمدی میں فرق — ۱ر
- چشمہ صداقت — ۶ر
- مکتوبات مسیح موعودؑ خاص نمبر — ۶ر

- کلمہ طیبہ پر تقریر — ۴ر
- قرآن شریف بطرز یسرنا القرآن تقطیع خورد۔ مجلد — عہ
- زندہ نبی و زندہ مذہب — ۵ر
- دُرمکنون — 
- حضرتؑ کی فارسی نظمیں — عہر
- قول الحق — ۳ر
- گلدستہ حقانی — ۴ر
- آئینہ اسلام — ۱۲ر
- برگزیدہ رسولؐ — ۵ر
- مباحثہ احمدیان و غیر احمدیان — ۱ر

### (۶) دس روپیہ کی چھ روپیہ میں

- اسوہ حسنہ — ۱۲ر
- ریویو براہین احمدیہ — عہر
- فصل الخطاب — عہ
- کلید قرآن — عہ
- حیات نورالدین — ۱۰ر ، مجلد ۱۰ر
- حمائل شریف مترجم — ۴ہ
- دینیات احمدیہ — ۴ر

**نوٹ** جلدوں کی قیمت رعایت میں شامل نہیں

ملنے کا پتہ :- احمدیہ کتاب گھر قادیان (پنجاب)

## حب اٹھرا

(۱) [illegible] کے حمل گر جاتے ہوں (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مرجاتے [illegible] (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں۔ (۴) جن کے [illegible] اسقاط کی عادت ہوگئی ہو۔ (۵) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم [illegible] ہوں۔ ان کے لئے ان گولیوں کی گولیوں اور کمزوری ہے [illegible] ہے۔ فی تولہ عہ۔ تین تولہ کے لئے محصولڈاک ضروری چھ تولہ تک خاص رعایت +

## سرمہ نورالعین

اس کے اجزاء موتی و ماممیرا ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند غبار۔ جالا۔ ککرے۔ خارش۔ ناخونہ۔ پھولا۔ ضعف چشم۔ پڑوال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے لیدار پانی کو روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دُور کرنے میں بے نظیر تحفہ ہے۔ گلی سڑی پلکوں کو تندرستی دینا۔ پلکوں کے گرے ہوئے بال از سرنو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عہ) +

## مفرح عروس زندگی

معدہ کے تمام مرضوں کو دُور کرنے والی۔ مقوی دماغ۔ محافظ روشنی چشم۔ نسیان کی دشمن اور جگر کو طاقت دینے والی جوڑوں کے درد۔ نقرس کے درد۔ سینہ کو مضبوط بنانے والی مقوی اعضاء رئیسہ دوائی ہے۔ اس کا روزانہ استعمال صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ چار آنہ (عہر) +

## مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دُور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کھوکھلی ہو گئی ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آگئے ہوں۔ دانتوں سے خون آتا ہو یا پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ اور زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ میں پانی آتا ہے۔ اس منجن کے استعمال سے یہ سب نقص دُور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکنے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ +

المشتہر

نظام جان عبداللہ جان معین الصحت قادیان۔

(بقیہ صفحہ ۲ کالم ۳)

اگر کوئی ایسی بات ہوگی۔ جو اسلام کے برخلاف ہو ... تو ممکن ہے۔ ہم اس کی بجگہ کوئی اور بات بطور مشورہ پیش کر دیں جو آپ کو بھی نقصان نہ پہنچائے۔ اور اسلام کے ... بھی نہ ہو۔ بہرصورت اس وقت پیدا ہوگی۔ جب ... ہیں گے۔ کہ آپ کا کوئی قاعدہ شریعت کے خلاف ... لیکن ہمارا یہ فتوےٰ کمپنی کے موجودہ قواعد کے ... ہوگا۔ نہ کمپنی کے لحاظ سے ... کے قواعد کی رُو سے شریعت اسلامیہ۔ یعنی یہ ہوگا۔ کہ ... پڑتی۔ یہ نہ ہوگا۔ کہ ایسی تمام کمپنیاں جائز کے کسی اصول ... اُٹھا کر کے ان سے کہوں گا۔ کہ میرے سامنے ... ثابت کرو۔ چونکہ اسلام آزادی رائے کا مؤید ہے۔ اس ... آپ کو بھی موقعہ دیا جائیگا۔ کہ آپ اپنے قواعد کے از روئے شریعت جائز ہونے کا ثبوت دیں۔ اور وجوہات ہم پیش کریں۔ اس پر اعتراض کریں۔ ہم شریعت کا مدار عقل پر سمجھتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں۔ کہ یہ سارے کام عقل کے مطابق کرتی ہے۔ اس لئے ہم آپ کے اعتراضات کو بھی بغور سنیں گے۔ میں قادیان جا کر ایسا کروں گا۔

جیسا کہ اعلان کیا جا چکا تھا۔ حضرت صاحب کا لیکچر ٹھیک وقت پر (۳½ بجے) زیر صدارت میاں محمد شفیع صاحب شروع ہوا۔ احباب جماعت لاہور نے بذریعہ اشتہارات اس کا اعلان کیا تھا۔ بڑے بڑے پوسٹر بھی شائع کئے۔ حضور نے پورے دو گھنٹہ تقریر فرمائی۔ جس میں جملہ سامعین جن کی تعداد اندازاً ۷ و ۸ ہزار تھی۔ نہایت اطمینان کے ساتھ بیٹھے رہے۔ اور ہمہ تن گوش ہو کر تقریر سنتے رہے۔ کئی ایک اخبارات کے رپورٹر بھی تھے۔ جو رپورٹروں کی دو نوبیرز کے علاوہ بعض اور مقامات پر بھی کھڑے نوٹ لے رہے تھے۔ جیسا کہ عام طور پر سننے میں آیا ہے۔ اور جیسا کہ ہر ایک شخص نے اس بات کو محسوس کیا ہے۔ اس لیکچر کا تمام اشخاص پر ایک ہمہ گیر اثر ہوا۔ یہاں تک کہ بے اختیار سبحان اللہ۔ اللہ اکبر۔ جزاک اللہ کی آوازیں موہوں سے نکل جاتیں۔ جب حضور نے بڑے جذب اور جوش کے ساتھ دوران تقریر میں فرمایا۔ کہ جس نے ... (یعنی شردھانند جی) کو مارا ہے۔ اسے پکڑ لو۔ ہم پر یا ہم پر گولیاں چلا لو۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بُرا نہ کہو۔ انہیں گالیاں نہ دو۔ وہ جو امن قایم کرنے آیا۔ اسے مت کہو کہ وہ خونریزی کی تعلیم دے گیا۔ اس قسم کے الفاظ جب حضرت بول رہے تھے۔ تو حاضرین کے جسموں پر رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے

انشاء اللہ تعالےٰ حضرت صاحب کی یہ تقریر بہت جلد شائع کی جائیگی۔

اس موقعہ پر یہ ذکر کر دینا بھی ضروری ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کے اس لیکچر کے موقعہ پر بعض عاقبت نااندیش دوں نے اپنی کساد بازاری کے خوف اور کچھ مقتضائے طبیعت در اندازی کرنی چاہی۔ اور ایک ... در دمند مسلمان کی نقاب چہرہ پر ڈال کر۔ اور ایک فرضی نام اختیار کر کے اشتہارات شائع ... حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو جو قبولیت عام اور شہرت دوام حاصل ہو رہی ہے۔ وہ نہ ہو۔ مگر ع

حسن خفاش کجا رونق خورشید برد

ان کی آرزؤں کے برخلاف وہ رونق اور وہ قبولیت اور وہ شہرت اور وہ اثر ہوا۔ کہ باید وشاید۔ گو ایسے حضرات نے اپنے آپ کو چھپانے اور ہزار پردہ میں مستور رکھنے کی کوشش کی۔ مگر ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را مے شناسم

خدا تعالےٰ نے ان حاسدوں کو ناکام و نامراد کر کے لیکچر کو بے حد کامیابی بخشی۔ الحمد للہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی اس تقریر کو لاہور کے قریباً تمام اردو انگریزی اخباروں نے اپنے اپنے رپورٹروں کی طرف سے شائع کیا ہے۔ مثلاً سول اینڈ ملٹری گزٹ۔ ہندوستان ہیرلڈ۔ مسلم آؤٹ لک۔ زمیندار۔ سوراجیہ۔ ملاپ۔ پرتاپ۔ بھیشم۔ بندے ماترم۔ اور سوائے اخبار ملاپ کے کسی ہندو آریہ پرچہ میں بھی اسکے خلاف کچھ نہیں لکھا گیا۔

بعد نماز مغرب حضور نے منشی عبدالحی صاحب مختار عام شہزادگان بنگلہ ایوب شاہ لاہور کی لڑکی الفت بیگم کا نکاح منشی ولی محمد صاحب سکول ماسٹر بیرانا پور (شیخوپورہ) سے بعوض مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر پڑھایا۔ پھر حضور بابو عبدالحمید صاحب ریلوے آڈیٹر کی دعوت پر ان کے گھر تشریف لے گئے۔

(خاکسار:- نذیر احمد چغتائی)

## دو استانیوں کی ضرورت

احمدیہ گرلز سکول قادیان کے لئے دو ایسی استانیوں کی ضرورت ہے جو مڈل پاس ہوں۔ نارمل پاس کو ترجیح دی جائیگی۔ تمام درخواستیں بنام مینجر گرلز سکول قادیان آنی چاہئیں۔

خاکسار شبیر علی عفا اللہ عنہ۔ مینجر گرلز سکول قادیان

## ضرورت

تین مساجد کے واسطے اماموں کی ضرورت ہے۔ جو خاموشی اور نرمی کے ساتھ مقتدیوں میں تبلیغ احمدیت کا کام کریں۔ اور ایک مالی کی ضرورت ہے۔ جس کو علاوہ تنخواہ ایک ایکڑ زمین بھی دی جائے گی۔

مفتی محمد صادق۔ ناظر امور عامہ۔ قادیان۔

# نارتھ ویسٹرن ریلوے کا نیا ٹائم ٹیبل

ہم ذیل میں نارتھ ویسٹرن ریلوے کی گاڑیوں کے اوقات میں جو تبدیلی ہوئی ہے۔ اس کا وہ حصہ جو قادیان میں آنیوالے اصحاب کے کام آسکتا ہے مختصراً درج ذیل کیا جاتا ہے۔ افسوس ہے کہ ریلوے والوں کی طرف سے نئی ریلوے ٹائم ٹیبل بعض ایسے اخباروں میں شائع کرنے کے لئے بھیجا جاتا ہے جن کا حلقہ اثر "الفضل" کی نسبت بہت محدود ہے۔ ... "الفضل" میں نہیں دیا جاتا جس کے بغیر جماعت احمدیہ کو جو پنجاب میں بفضل خدا بہت معقول تعداد رکھتی ہے۔ ریلوے ٹائم ٹیبل میں تبدیلی سے آگاہ کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ کیا امید کی جائے۔ کہ متعلقہ حکام ریلوے آئندہ اس ضروری امر کی طرف توجہ فرمائیں گے۔ اور الفضل کے ذریعہ نہ صرف جماعت احمدیہ کو بلکہ صوبہ پنجاب کی دوسری آبادی کو بھی ٹائم ٹیبل کی تبدیلی سے مطلع کیا کریں گے۔

| | صبح کی گاڑی | صبح کی گاڑی | شام کی گاڑی | رات کی گاڑی | صبح کی گاڑی |
|---|---|---|---|---|---|
| | گھنٹہ منٹ | گھنٹہ منٹ | گھنٹہ منٹ | گھنٹہ منٹ | گھنٹہ منٹ |
| لاہور روانگی | ۳۰-۷ | ۲۵-۶ | ۳۰-۱۶ | ۵-۲۳ | ۳۵-۷ |
| امرتسر رسید | ۲۰-۹ | ۲۳-۷ | ۴۳-۱۷ | ۲۸-۰ | ۵۰-۹ |
| روانگی | ۱۱-۱۰ | ۵۳-۷ | ۸-۱۸ | ۵۸-۰ | ۱۱-۱۰ |
| بٹالہ رسید | ۳۳-۱۱ | ۴-۹ | ۳۱-۱۹ | ۳۹-۲ | ۳۲-۱۱ |
| | یہ گاڑی جیکب آباد سے آتی ہے براہ ملتان خانیوال لائلپور | امرتسر میں گاڑی تبدیل کرنی پڑتی ہے | | | امرتسر میں گاڑی تبدیل کرنی پڑتا ہے |

| | صبح | صبح | شام | شام |
|---|---|---|---|---|
| بٹالہ روانگی | ۱۶-۶ | ۳۸-۱۰ | ۲۱-۱۷ | ۱۷-۱۵ |
| امرتسر رسید | ۳۰-۷ | ۱-۱۲ | ۴۰-۱۸ | ۳۰-۱۶ |
| لاہور رسید | ۱۵-۹ | ۰-۱۴ | ۳۲-۲۰ | ۳۵-۱۸ |
| روانگی | | ۳۰-۱۴ | ۵-۲۳ | |
| | | بطرف جموں | بطرف لائل پور | |

| روانگی از امرتسر بطرف دہلی | بمبے اکسپرس ۴۳-۷ | ہوشیارپور ریلوے ۵۴-۱۲ | ہردوار پسنجر ۱۷-۱۵ | ڈیرہ دون پسنجر ۱۳-۱۹ | کلکتہ میل ۰-۱۹ |
|---|---|---|---|---|---|
| صرف تیز گاڑیاں درج کی گئی ہیں | بمبے میل ۳۷-۲۲ | کالکا اکسپرس ۸-۲۳ | | | |
| رسید امرتسر از طرف دہلی | ڈیرہ دون پسنجر ۲۱-۵ | بمبے میل ۲۷-۶ | کالکا اکسپرس ۱۸-۷ | کلکتہ میل ۲۸-۸ | ہردوار ۴۶-۱۱ |
| | ہوشیارپور پسنجر ۴۲-۱۹ | بمبے اکسپرس ۲۷-۲۰ | | | |

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)